ماہنامہ
# دخترانِ اسلام
لاہور
جولائی 2013ء

## انسان کا سفر۔ نفسانی گھر سی روحانی گھر تک

لیلۃ القدر کے عالمی روحانی اجتماع سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
کا خصوصی خطاب

## رمضان الکریم

رحمت و برکت اور بخشش و مغفرت کا مہینہ

## اجتماعی اعتکاف کی حکمت وفلسفہ

## فرمان الٰہی

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ ط وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوبة، ٩:٦٠)

”بے شک صدقات (زکوٰۃ) محض غریبوں اور محتاجوں اور ان کی وصولی پر مقرر کیے گئے کارکنوں اور ایسے لوگوں کے لیے ہیں جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو اور (مزید یہ کہ) انسانی گردنوں کو (غلامی کی زندگی سے) آزاد کرانے میں اور قرضداروں کے بوجھ اتارنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر (زکوٰۃ کا خرچ کیا جانا حق ہے)۔ یہ (سب) اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے“۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

## فرمان نبوی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. يَقُوْلُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن قیامت کے روز بندۂ مومن کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے اللہ! دن کے وقت میں نے اس کو کھانے اور شہوت سے روکے رکھا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے رات کو اسے جگائے رکھا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، پس دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔“

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص: ۲۲۷)

# حمد باری تعالیٰ

حمدِ ربّ جلیل کیا کہیے
جو بھی کہیے وہ سب بجا کہیے

حمد کا حق ادا نہیں ہوتا
لفظ کتنے ہی خوشنما کہیے

وہ علیم و خبیر ہے تو پھر
حال کہیے نہ ماجرا کہیے

نعمتوں سے نوازنا اس کا
یاد آتا ہے، بار ہا کہیے

مالک و خالقِ حقیقی کو
دو جہانوں کا آسرا کہیے

اور کیا کیا نہ بخشے گا
جس نے بخشا ہے مصطفیٰؐ کہیے

ہم سے مسرورؔ یہ کہاں ممکن
حرف اس کی صِفات کا کہیے

(مسرورؔ کیفی)

# نعت رسول مقبول ﷺ

دونوں جہاں میں جس کی نہیں کوئی بھی مثال
تم کو خدا نے بخشا ہے وہ حسن، وہ جمال

ہر ذرہ خاک پا کا تمہاری ہے رشک ماہ
تم آفتابِ حسن ہو، محبوب ذوالجلال

پلکیں جہاں بچھاتے ہیں دنیا کے تاجور
وہ سنگ در تمہارا ہے، اے صاحب کمال

رہتا ہے جس پر سایہ فگن آپ کا کرم
دور خزاں کا اس کو نہیں کوئی احتمال

مجھ بے نوا کو دے کے غم معتبر حضور ﷺ
تم نے کیا ہے عشق کی دولت سے مال مال

بن جاؤں خاک کوچۂ طیبہ خدا کرے
راہ طلب میں آپ کی، میں ہو کے پامال

ستارؔ خستہ جاں کو بھی سرشار کیجیے
دکھلا کے اپنے چہرہ پرنور کا جمال

(ستارؔ وارثی)

# اسلام کا نظام معیشت، زکوٰۃ اور منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن

انسان فطرتاً حرص و ہوس کا پیکر اور مادیت زدہ ہے جو مال دولت اور جاہ و منصب کو مرغوب رکھتا ہے۔ اولاً ہابیل نے قابیل کا قتل بھی اسی ہوس نفس کی تکمیل کے لئے کیا تھا۔ کثرت مال و دولت انسان کو دنیا میں آنے کا اصل مقصد بھلا دیتی ہے اور انسان اپنے مال پر اس طرح سانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے کہ اس میں سے کچھ دوسروں پر خرچ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نظام معاشرت کی طرح نظام معیشت کے بھی بہترین ضابطے عطا فرمائے ہیں۔ اگر ان ضابطوں پر عمل کیا جائے تو معاشی عدل قائم رہتا ہے اور ان کو ترک کر دینے سے ناانصافی جنم لیتی ہے جو متعدد خرابیوں کا باعث بنتی ہے۔

اس وقت دنیا میں دو قسم کے معاشی نظام رائج ہیں ایک اشتراکیت (Socialism)، دوسرا سرمایہ داریت (Capitalism)۔ اشتراکی نظام معیشت میں تمام اختیارات کا منبع اور سرچشمہ State ہوتی ہے اور عام شہریوں کو ملکیت کے حقوق میسر نہیں ہوتے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ محکوم رہتے ہیں۔ دوسری طرف سرمایہ دارانہ معاشی نظام میں تمام اختیارات رعایا کے پاس ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ریاست محکوم ہوتی ہے اور شہریوں کی ہر جائز و ناجائز ڈیمانڈز پر عمل کرنے اور قانونی درجہ دینے پر مجبور ہوتی ہے۔ یہ دونوں نظام تباہی و بربادی کی طرف جارہے ہیں اور عملی طور پر فلاپ ہو چکے ہیں کیونکہ اعتدال اور میانہ روی پر قائم نہیں ہیں جبکہ دین اسلام کا معاشی نظام ریاست کو بھی اختیارات دیتا ہے اور رعایا کو بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ریاستی سطح پر بیت المال کا تصور دیا ہے تاکہ حکومت عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ان پر مال خرچ کرسکے جبکہ انفرادی سطح پر زکوٰۃ کا نظام لاگو کرتا ہے جس میں ہر صاحب نصاب اپنی رقم کا ایک حصہ غریبوں کے لئے مختص کرتا ہے جس سے دولت گردش میں رہتی ہے اور امیر امیر تر اور غریب غریب تر نہیں ہوتا اور نان شبینہ سے محروم نہیں رہتا۔ اسی طرح اسلام میں انفرادی سطح پر صدقات و خیرات کے علاوہ وراثت کا نظام قائم ہے جس سے انسان کے مرنے کے بعد اس کی دولت اور جائیداد اس کے ورثاء میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ اسلامی نظام معیشت میں قومی دولت کی حیثیت تمام لوگوں کے لئے ایسے ہی ہے جیسے جسم میں خون کی گردش ہوتی ہے۔ اگر خون جسم کے بعض حصوں کو Supply ہو اور

بعض اس سے محروم رہیں تو پھر ناکارہ اور مفلوج ہوکر رہ جائیں گے۔ اسی طرح قومی سرمایہ اگر چند طبقات اور اشرافیہ میں گردش کرتا رہے اور قوم کی اکثریت بنیادی ضروریات سے محروم ہوتو وہ وبال جان بن جائے گا۔ لہذا معاشرے کی بقا اسی میں ہے کہ قومی سرمائے کی مساویانہ تقسیم ہو جس کے ذریعے ہر فرد اس سے مستفید ہوسکے۔

دیگر نظام ہائے معیشت اور دین اسلام کے نظام زکوٰۃ میں ایک اہم فرق یہ ہے کہ ادائیگی زکوٰۃ انسان کو یہ یاد دلاتی ہے کہ انسان جو دولت کماتا ہے وہ حقیقت میں اس کی ملکیت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی امانت ہے۔ یہ احساس اسے معاشی بے راہ روی سے بچاتا ہے اور اس کے تمام اعمال کو احکام الٰہی کے تابع کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان جو زکوٰۃ ادا کرتا ہے اس کے ذریعے وہ اپنے مال کو پاک کرلیتا ہے اور اس کے ذریعے اپنے دل کو بھی دولت کی ہوس سے پاک کرتا ہے۔ جب انسان دولت جیسی نعمت اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اس خرچ شدہ مال کو اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے اور کئی گنا بڑھا کر واپس کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔

اسلام کے نظام معیشت کی تشکیل میں زکوٰۃ بنیادی اہمیت کی حامل ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن پاک میں اکثر مقامات پر ادائیگی نماز کے بعد ادائیگی زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز بدنی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ اول امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں اپنی زندگی میں ان دونوں فرائض کی تعمیل میں کوئی فرق نہیں ہونے دوں گا۔

تحریک منہاج القرآن نے اسی نظام زکوٰۃ کو بہترین مصرف میں لاتے ہوئے یتیم اور بے سہارا بچوں کے لئے آغوش کے نام سے بہترین اعلیٰ معیار کا حامل ادارہ قائم کیا ہے جس میں یتیم بچوں کو مفت تعلیم دینے کے علاوہ ان کی اسلامی خطوط پر تربیت کی جاتی ہے اور انہیں باعزت شہری اور کامل مسلمان بننے کے لئے تیار کیا جارہا ہے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت کئی رفاحی اور فلاحی منصوبے کام کررہے ہیں۔ جس میں غریب خاندانوں کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی آپس میں شادیوں کے علاوہ بچیوں کے لئے جہیز کا فری بندوبست بھی شامل ہے۔ لہذا صاحب ثروت افراد اپنی زکوٰۃ وصدقات اور خیرات وعطیات منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کو دیکر اس کار خیر میں عملی طور پر شریک ہوسکتے ہیں۔

# انسان کا سفر۔۔ نفسانی گھر سے روحانی گھر تک

لیلۃ القدر کے روحانی اجتماع سے
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: صاحبزادہ محمد حسین آزاد // معاونت: ملکہ صبا

جنوری 1999ء میں تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام عالمی روحانی اجتماع (شب قدر) منعقدہ بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) لاہور میں ہزارہا خواتین و حضرات سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ’’انسان کا سفر۔۔ نفسانی گھر سے روحانی گھر تک‘‘ کے موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا جس کی اہمیت کے پیش نظر ماہنامہ دختران اسلام میں ایڈٹ کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ (بحوالہ سی ڈی نمبر 219 بتاریخ 1999-01-15) (ادارہ دختران اسلام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ م بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ص وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ. يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ. وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ. لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ. اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ. وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ج وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. (الانفال،۸:۵تا۱۰)

جگر گوشہ حضور قدوۃ الاولیاء حضرت صاحبزادہ سید محمود محی الدین گیلانی، معزز مشائخ وعلماء کرام، معتکفین ومعتکفات، معزز خواتین وحضرات اور عزیزان گرامی قدر! اللہ رب العزت کا شکر ہے جس کی توفیق سے ہم ماہ رمضان المبارک کی اس عظیم مبارک رات میں اس بابرکت اور باسعادت مقام پر یعنی قدوۃ الاولیاء، شیخ المشائخ، سیدی ومرشدی و مولائی حضور سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادیؒ کے دامن میں ان کے زیر سایہ جامعہ المنہاج کے اس عظیم میدان میں جمع ہیں اور آج کی اس رات کی بابرکت ساعتوں میں اللہ کے حضور حاضر

ہوکر اپنے قلب و باطن کو اشک ندامت اور توبہ کے پانی سے دھونے کے لئے اور دلوں اور روحوں کی بند کھڑکیوں کو اللہ کی محبت اور اس کی معرفت کی طرف کھولنے کے لئے آئے ہیں۔ ہمارے لئے ان تمام برکتوں اور سعادتوں پر محیط خوش بختی و سعادت کی بات ہے کہ صدر مجلس محترم صاحبزادہ محمود محی الدین گیلانی حضور قدوۃ الاولیاءؒ کی نیابت اور نمائندگی فرما رہے ہیں۔

میں نے اس وقت جو آیات کریمہ تلاوت کی ہیں وہ نزول قرآن کی تاریخ کے اعتبار سے غزوہ بدر کے حوالے سے نازل ہوئی تھیں۔ جب اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم ﷺ اور لشکر اسلام کو اپنے گھروں سے نکالا اور یہ عظیم لشکر میدان بدر کی جانب رواں دواں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ سے خطاب فرمایا اور اس خطاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی شریک کیا۔ ان آیات کا وہ معروف معنی اور مفہوم جو آیات کریمہ کے ترجمہ اور ان کی تفسیر میں بھی موجود ہے، علماء اسے بیان کرتے ہیں اور آپ سنتے ہیں وہ اپنی جگہ حق ہے اور ثابت ہے۔ آج ہم اس معروف معنی و مفہوم کا جو باطنی و روحانی رخ ہے جس کا تعلق ہمارے من کی اصلاح اور ہمارے اندر کے معرکہ بدر کے ساتھ ہے اس کا ذکر کریں گے۔ ایک معرکہ بدر وہ ہے جو دو سن ہجری میں بپا ہوا اور لشکر اسلام مدینہ سے چلا اور لشکر کفار مکہ سے چلا اور حق و باطل کی پہلی جنگ ہوئی۔ اللہ رب العزت نے ملائکہ کی مدد نازل فرمائی اور لشکر اسلام کو عظیم فتح سے بہرہ ور فرمایا۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ اپنے دولت خانہ سے جہاد کے لئے نکلے۔ کچھ لوگ ایسے تھے جو ابھی اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے اور ابھی اسلام کی حقیقی روح اور اسلام میں قربانی کا تصور ان کی روحوں میں رچا بسا نہیں تھا اور نہ ہی ان کی روحوں میں خوب جاگزیں ہوا تھا۔ انہوں نے شہادت گہ الفت میں ابھی قدم نہیں رکھا تھا۔ ابھی نئے نئے حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اسلام میں داخل ہوتے ہی جنگ کا سامنا ہے۔ ابھی غزوہ بدر کے لئے جا رہے ہیں اور حالات یہ ہیں کہ ہمارے پاس اسلحہ کم ہے، فوجی کم ہیں، وسائل کم ہیں اور جس لشکر سے مقابلہ کے لئے جا رہے ہیں وہ افرادی قوت میں زیادہ ہے۔ اسلحہ و سامانِ جنگ میں بھی زیادہ ہے حتی کہ وسائل بھی زیادہ ہیں۔ انہیں اردگرد قبائل کی مدد بھی حاصل ہے۔ تمام ظاہری اسباب میں وہ ہم سے فائق ہیں۔ لہذا بظاہر جنگ کا کوئی ماحول نظر نہیں آتا بلکہ سیدھا سیدھا نظر آتا ہے کہ ان کے ہاتھوں ہم شہید ہو جائیں گے۔ بدر کی جانب بلایا جانا انہیں ایسا معلوم ہوا جیسے موت کی طرف بلایا جا رہا ہو۔ یہ بلاوا ان کی طبیعتوں پر ناگوار گزرا۔ قرآن مجید نے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے:

’’(اے حبیب!) جس طرح آپ کا رب آپ کو آپ کے گھر سے حق کے (عظیم مقصد) کے ساتھ (جہاد کے لیے) باہر نکال لایا حالاں کہ مسلمانوں کا ایک گروہ (اس پر) ناخوش تھا۔ وہ آپ سے امرِ حق میں (اس بشارت کے) ظاہر ہو جانے کے بعد بھی جھگڑنے لگے (کہ اللہ کی نصرت آئے گی اور لشکرِ محمدی ﷺ کو فتح نصیب ہو گی) گویا وہ موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں اور وہ (موت کو آنکھوں سے) دیکھ رہے ہیں۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے تم سے (کفارِ مکہ کے) دو گروہوں میں سے ایک پر غلبہ و فتح کا وعدہ فرمایا تھا کہ وہ یقیناً تمہارے لیے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلّح (کمزور گروہ) تمہارے ہاتھ آ جائے اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے حق کو حق ثابت فرما دے اور (دشمنوں کے بڑے مسلّح لشکر پر مسلمانوں کی فتحیابی کی صورت میں) کافروں کی (قوت اور شان و شوکت کی) جڑ کاٹ دے۔ تا کہ (معرکہ بدر اس عظیم کامیابی کے ذریعے) حق کو حق ثابت کر دے اور باطل کو باطل کر دے اگرچہ مجرم لوگ (معرکہ حق و باطل کی اس نتیجہ خیزی کو) ناپسند ہی کرتے رہیں۔ (وہ وقت یاد کرو) جب تم اپنے رب سے (مدد کے لیے) فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد قبول فرمالی (اور فرمایا) کہ میں ایک ہزار پے در پے آنے والے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد کرنے والا ہوں۔ اور اس (مدد کی صورت) کو اللہ نے محض بشارت بنایا (تھا) اور (یہ) اس لیے کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور (حقیقت میں تو) اللہ کی بارگاہ سے مدد کے سوا کوئی (اور) مدد نہیں، بے شک اللہ (ہی) غالب حکمت والا ہے‘‘۔ (عرفان القرآن)

یہ تو ان آیات کا ظاہری معنی اور پس منظر تھا اب ہم اس کے باطنی معنٰی کی طرف چلیں گے۔ ایک غزوہ بدر وہ تھا جو سرزمین عرب میں بپا ہوا۔ ایک غزوہ بدر وہ ہے جو ہر مسلمان کے من کے اندر بپا ہے۔ اُس غزوہ میں دو لشکر تھے لشکر اسلام و لشکر کفر جن میں گھمسان کی جنگ ہوئی اور جو غزوہ بدر ہمارے من کے اندر بپا ہے اس کے بھی دو ہی لشکر ہیں ایک نفس کا لشکر ہے ایک روح کا لشکر ہے اور ان میں بھی پہلے دن سے گھمسان کی جنگ بپا ہے۔ اُس معرکہ بدر میں بھی لشکر اسلام کے پاس ساز و سامان کم تھا، وسائل کم تھے، افرادی قوت کم تھی اور لشکر کفر افرادی قوت و سامان کے اعتبار سے بڑا طاقت ور اور مضبوط تھا۔ ہمارے باطن میں جو غزوہ بدر بپا ہے اس میں بھی روح کا لشکر قوت میں کمزور ہے۔ وسائل میں کمزور ہے۔ سامان حرب میں کمزور ہے اور نفس کا لشکر اس کے پاس سامان بھی زیادہ ہے، کشش بھی زیادہ ہے، رغبت بھی زیادہ ہے، طاقت بھی زیادہ ہے، قوت بھی زیادہ ہے،

تائید بھی زیادہ ہے۔ معرکہ بدر جو مومن کے باطن میں بپا ہے اس میں نفس کا لشکر مضبوط ہے جبکہ روح کا لشکر کمزور ہے۔ گھمسان کی جنگ ہے۔ روح اپنے آپ کو پردے میں محفوظ کرتی ہے نفس دیس میں محفوظ کرتا ہے۔ اس موقع پر رب کائنات کی آواز آرہی ہے لوگو! اس معرکہ بدر میں کون ہے جو روح کے لشکر میں شامل ہوگا؟ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے نسبت ارشاد ہوتا ہے؛

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ.

میرے حبیب ﷺ جیسے آپ کے رب نے آپ کو آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکال لیا یعنی جیسے آپ اللہ کی مدد سے حق کی تائید کے ساتھ اپنے گھر سے نکل آئے۔ کما کلمہ تشبیہ ہے جو تقاضا کر رہا ہے کہ مضمون کو یوں مکمل کیا جائے محبوب جیسے آپ اپنے گھر سے نکل آئے۔ اس طرح آپ کے لشکر والوں اور مومنوں کو بھی چاہئے کہ وہ گھروں سے نکل آئیں۔ اب وہ کونسا گھر ہے جہاں سے نکلنے کی بات ہورہی ہے؟

یہاں سے مضمون کی ابتدا ہوتی ہے کہ آقا علیہ السلام اپنے کس گھر سے نکل آئیں اور مومنوں کو کن گھروں سے نکلنے کا حکم ہورہا ہے؟ ایک گھر تو وہ تھا جس میں وہ رہتے تھے لیکن ایک گھر اس وجود کا ہے جو کہ مادی، بشری اور خاکی وجود ہے جس کے بارے میں محبوب سے فرمایا جارہا ہے کہ جس طرح آپ اپنے وجود کے گھر کو چھوڑ کر روح کے گھر کی طرف نکل آئے ہیں اور حالت نفسانی کو ترک فرمادیا ہے۔ اسی طرح آپ کی امت کے لوگوں کو بھی چاہئے کہ آپ کی روحانیت کی پیروی کرتے ہوئے وہ بھی اپنے وجود کے گھروں سے نکلیں یعنی اپنی نفسانی حالت سے نکلیں اور اپنی قلبی و روحانی حالت کی طرف سفر کریں۔ جب تک اس وجود کے گھروں سے نکلو گے نہیں تب تک نفس کے ماحول میں گھرے رہو گے کیونکہ وجود کے گھر میں نفس کا قبضہ ہے۔ نفس کی ہوائیں اور فضائیں ہیں، نفس کا ماحول ہے اور ہم اس نفسانی ماحول میں گھرے رہیں گے جب تک اللہ کی طرف سفر شروع نہیں کرتے۔

مرادِ الٰہی یہ تھی کہ اے لوگو! اگر تم چاہتے ہو کہ تائب بن جاؤ اور تمہیں توبہ میں استقامت مل جائے۔ اگر چاہتے ہو کہ جس عالم لاہوت کے وطن سے تم آئے ہو پلٹ کر اپنے اس لاہوتی وطن کی طرف سفر شروع کردو اور چاہتے ہو کہ اللہ سے تعلق پھر سے جڑ جائے اور چاہتے ہو کہ اللہ کو جو تم بھول گئے ہو وہ یاد پھر سے متمکن ہوجائے، اگر چاہتے ہو کہ اللہ کی بندگی پھر جاگ اٹھے اور من کے اندر کی اندھیری راتیں پھر سے ختم ہوجائیں اور نور حق کا اجالا تمہارے اندر آجائے تو اس کا نقطہ آغاز یہ ہوگا کہ اپنے وجود کے گھروں کو چھوڑ دو۔ نفسانیت کی فضاء سے نکل آؤ۔ نفس کو چھوڑو اور دل کی طرف سفر کرو اور پھر دل کو چھوڑو روح کی طرف سفر کرو۔ پھر روح کو

چھوڑو، سِر کی طرف سفر کرو پھر سِر کو چھوڑو، خفی کی طرف سفر کرو، پھر خفی کو چھوڑو، اخفاء کی طرف سفر کرو۔ جب مقام اخفاء پر پہنچو گے تو خدا تمہیں اپنی قربت کی گود میں لے لے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: محبوب جس طرح آپ اپنے وجود کے گھر سے نکل آئے ہیں آپ کے ساتھی بھی نکل آئیں۔

جو لوگ دس دن اعتکاف کے لئے آ کر بیٹھے ہیں اور جو لوگ شب قدر کے اجتماع میں دنیا کے اطراف واکناف سے چل کر یہاں آئے ہیں۔ ہم سب کے لئے بھی اس میں پیغام ہے کہ ایک گھر وہ تھے جو آپ چھوڑ آئے لیکن خالی ان گھروں کو چھوڑنے سے من پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سو بار ان گھروں کو چھوڑا۔ حج اور عمرہ کرنے گئے، پلٹ کر پھر ان گھروں میں ہی آ گئے۔ جب تک اس گھر کو گھر سمجھو گے جاتے رہو گے اور آتے رہو گے۔ گھر سے نکلنا کچھ نہیں دے گا جب تک اس گھر سے بڑے گھر، مضبوط گھر، خطرناک گھر، ہولناک گھر جو تمہارے قلب و باطن کے اوپر نفس کا گھر ہے جو اوپر مسلط ہے۔ اس نفسانیت کے گھر سے نہیں نکلے۔ لہٰذا اپنی شہوتوں کے گھروں سے نکلو، خواہشوں کے گھر سے نکلو، حرص کے گھر سے نکلو، لالچ کے گھر سے نکلو، تکبر کے گھر سے نکلو، حسد کے گھر سے نکلو، جاہ و منصب کے گھر سے نکلو۔ یہ اینٹ اور پتھر کے گھر جنہوں نے تمہیں حرص و ہوس کے جال میں قید کر رکھا ہے۔ اس گھر کی کھڑیوں اور دیواروں کو توڑ کر باہر نکل آؤ۔ جب تم اس گھر سے نکل آؤ گے تو بے گھر نہیں ہو جاؤ گے بلکہ اللہ تمہیں اس سے اعلیٰ قلبی گھر عطا کر دے گا۔ وہ گھر ملکوتی ہوگا۔ اس گھر کے پڑوس میں انبیاء کی روحیں رہتی ہوں گی، شہداء رہتے ہوں گے اور خدا جانے کون کون سی ہستیاں رہتی ہونگی۔ اس گھر میں کبھی بجلی آتی ہے کبھی چلی جاتی ہے کبھی روشنی ہے کبھی اندھیرا ہے۔ جب اُس گھر میں آ جاؤ گے تو وہاں کی روشنی انوار الٰہیہ سے ہوگی وہاں کبھی بھی اندھیرا نہ ہوگا۔ وہ دل کا کوٹھا ہے۔ وہ روح کا کوٹھا ہے۔ وہ باطن کا کوٹھا ہے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ نفسانیت کے گھر سے نکل کر روحانیت کی طرف آ جاؤ مگر جب نکلنے کی بات ہوتی ہے تو انہیں نفس کی رغبتیں، راحتیں اور خواہشیں یاد آتی ہیں اور اتنا گھبراتے ہیں جیسے نفسانیت کا گھر نہیں چھڑایا جا رہا بلکہ موت کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ نفس کے گھر سے نکلنے کو ان کا دل نہیں چاہتا کیونکہ نفس نے اپنا گھر بڑی زیب و زینت کے ساتھ سجایا ہوا ہے اور اسی زیب و زینت نے انسان کو دھوکہ دے رکھا ہے جیسے دنیوی گھر سجائے جاتے ہیں۔ انہیں چونا لگایا جاتا ہے۔ خوبصورت سجاوٹ کی جاتی ہے۔ فریم و قمقمے لگائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کے وجود نے اپنے نفسانی گھر کو اتنی زیب و زینت سے سجا رکھا ہے کہ اس کو چھوڑنے کو ان کا دل نہیں کرتا۔ اب نفسانی گھر کی زیب و زینت کیا ہے؟ قرآن نے فرمایا:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○ (آل عمران،

(۱۴:۳)

’’لوگوں کے لیے ان خواہشات کی محبت (خوب) آراستہ کر دی گئی ہے (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی (شامل ہیں)، یہ (سب) دنیوی زندگی کا سامان ہے، اور اللہ کے پاس بہتر ٹھکانا ہے‘‘۔ (عرفان القرآن)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا یہ وہ رغبتیں ہیں جنہوں نے زنجیر بن کر ٹانگوں کو جکڑ رکھا ہے۔ کچھ لوگ نفسانی گھر سے نکلنے کا سوچتے ہیں تو بچوں، عورتوں اور بیویوں کی محبت کی زنجیر پاؤں کو کھینچ لیتی ہے۔ کچھ زندگی میں کاروبار کرتے ہیں اور مال و دولت اور سونے چاندی کے ڈھیر لگالیتے ہیں وہ زنجیر بن جاتے ہیں۔ کچھ لوگ نکلنے کا ارادہ کرتے ہیں مگر طاقت، حکومت اور اقتدار زنجیر بن کر پاؤں کو جکڑ لیتے ہیں۔ بعضوں کو کبھی نکلنے کا خیال آتا ہے تو کھیتی باڑی، زراعت، اناج، معیشت و کاروبار یہ انسان کو جکڑ کر کھینچ لیتے ہیں۔ فرمایا: ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ یہ مادی دنیا کی متاع ہے اور یہی نفسانی گھر کی زینت ہے۔ نفس نے یہ خوبصورتیاں بنا رکھی ہیں اور انسان اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ ان کو ہی اپنا وطن سمجھ بیٹھا ہے۔ انہی میں ساری لذت سمجھ بیٹھا ہے۔ اس کو انہی میں سارا آرام اور سکھ چین نظر آتا ہے۔ اسی میں لذت و سکون پاتا ہے۔ اس لئے اس نفسانی گھر کو چھوڑ کر روحانی گھر کی طرف جانے کو جی نہیں کرتا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ساری شہوتیں، رغبتیں اور زینتیں روحانیت پر حجاب بن گئی ہیں اور جب کسی چیز پر پردہ آجائے تو پردے کے پار کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ حجاب النساء، حجاب الزینۃ، حجاب البنین، حجاب الخیل اور حجاب الانعام یہ پانچ حجابات ہیں جنہوں نے روحانی لذتوں کو ہماری آنکھوں سے چھپا رکھا ہے۔ ہم روحانی حجابوں میں گھر گئے اس لئے جب اس گھر کو چھوڑنے کی بات ہوتی ہے تو انسان کو یہ حجابات روک لیتے ہیں اور یہ باور کراتے ہیں کہ اگر ان زینتوں والے گھر کو چھوڑ دیا تو ویران اور تباہ ہو جائیں گے۔

ادھر دوسری طرف ان حجابات کے پَرے سے آواز آرہی ہے:

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ م بِالْعِبَادِ. (آل عمران، ۱۵:۳)

’’(اے حبیب!) آپ فرما دیں: کیا میں تمہیں ان سب سے بہترین چیز کی خبر دوں؟ (ہاں) پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس (ایسی) جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (ان کے لیے) پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور (سب سے بڑی بات یہ کہ) اللہ کی طرف سے خوشنودی نصیب ہوگی، اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے‘‘۔ (عرفان القرآن)

روح کے کانوں سے سنو! آواز آتی ہے کہ ان لذتوں سے بڑی کوئی لذت نہیں، ان راحتوں سے بڑھ کر کوئی راحت نہیں، اس چاہت و محبت سے بہتر کوئی محبت و چاہت نہیں۔ آ ذرا حجاب اٹھا! میرے محبوب ان کو بتا

کہ میں ان رغبتوں سے بہتر رغبت کا پتہ بتاتا ہوں۔ اس خوبصورت گھر سے بڑھ کر زیادہ حسین وجمیل گھر بتاتا ہوں۔ جب اس کو دیکھو گے تو اس گھر کو بھول جاؤ گے۔ فرمایا: محبوب! ان سے پوچھو! کیا تمہیں بتاؤں؟ عرض کی مولا انہیں بتادے کہ ان سے بہتر بھی زینتیں ہیں اگر وہ نظر آجائیں تو اس نفسانی گھر سے نکلنا شاید آسان ہوجائے۔ فرمایا: محبوب ان کو بتادے کہ تم اپنے گھر کو خوبصورت بنانے کے لئے پھول لگاتے ہو لیکن جو گھر میں نے تمہارے لئے بنا رکھا ہے وہ ایسے باغات ہیں کہ تم اپنے سارے باغات کو بھول جاؤ گے۔ ان باغات کے نیچے نہریں ہوں گی جب ان نہروں کو دیکھو گے تو دنیا کی تمام نہروں کو بھول جاؤ گے۔ ارے بیویوں اور عورتوں کی صحبت میں گرفتار ہونے والو! اس دنیا سے نکل کر جب تم میرے پاس آؤ گے تو تمہیں زوجیت کی وہ سنگتیں دوں گا کہ تم ساری دنیا کی سنگتوں کو بھول جاؤ گے اور پھر ان سب سے بڑھ کر اپنی رضا کے باغ میں داخل کروں گا۔ جب میری رضا کی بستی میں آؤ گے تو تمام جنتوں کو تم بھول جاؤ گے پھر اس سے بھی آگے ایک مقام آئے گا جیسے پانچ حجاب تھے اس کے مقابلے میں پانچ فرحتیں ہونگی۔

۱۔ اخروی جنات کی فرحت　　۲۔ اخروی باغات کی فرحت　　۳۔ اخروی سنگتوں کی فرحت

۴۔ اخروی نہروں کی فرحت　　۵۔ رضوان اللہ کی فرحت

اس سے کہیں بڑھ کر ”وَاللّٰهُ بَصِيرٌۢ بِالْعِبَادِ“ ہے یعنی ایک ایسا مقام بھی میں نے رکھا ہے جو مقام دیدار ہے۔ یہ جوارِ غفار ہے۔ یہ اللہ کی قربت اور دیدار کا مقام ہے۔ جو رضا کی وادی سے گزر جاتے ہیں وہ خدا کے دیدار سے گزرتے ہیں۔ فرمایا: اے محبوب! اپنے وجود سے نکلنے کی دعوت دے کر ان نفسانی زینتوں کے مقابلے میں میری اخروی زینتیں رکھ دو۔ شاید ان زینتوں کی خبر سن کر کسی کے باطن میں شوق کی چنگاری بھڑک اٹھے۔

سردیوں کی یخ بستہ رات میں سفر طے کر کے آنے والو! اللہ نے ان زینتوں کی خبر دی ہے کہ شاید باطن میں شوق اٹھ جائے۔ شاید اس ہوا سے عشق کی آگ بھڑک اٹھے۔ عشق الٰہیہ کا شعلہ بھڑک اٹھے۔ اگر آگ جل گئی تو شہوتوں کے سارے حجاب جل کر راکھ ہوجائیں گے۔ سب رغبتوں کے پردے جل کر راکھ ہوجائیں گے۔ مطلع قلب صاف اس وقت ہوگا جب دل کا سویرا صاف ہوگا۔ جس حسن و جمال کے لئے تم مارے مارے پھرتے تھے جب سارے حسینوں سے بڑھ کر حسین چہرہ نظر آئے گا تو سب کچھ بھول جائے گا۔ اس روحانی گھر کی خوبی یہ بھی ہے کہ سب راحتوں کے بعد سب سے بڑی نعمت ”وادی رضوان“ ہے۔ جہاں رب کی رضا نصیب ہوگی۔ اس سے آگے نصرت کی وادی ہے جہاں دستر خوان لگایا جائے گا۔ تم سوچو گے آج دستر خوان کس نے سجایا ہے؟ ہم کس کے مہمان ہیں؟ اچانک پردہ اٹھے گا۔ آواز آئے گی میرے مہمانو! رب خود تمہارا میزبان ہے۔ پھر اس سے آگے دیدار کا ایک مقام آئے گا کہ جو میرے دیدار کے طلبگار ہوں گے ان کے لئے ملائکہ کو حکم ہوگا کہ پردے اٹھا دو یہ میرے دیدار کے طلبگار ہیں۔ ان کو دیدار کرایا جائے گا۔ یہ سب کچھ تب حاصل ہوگا جب نفسانیت کو چھوڑ دو گے۔

آقا علیہ الصلوۃ والسلام جب اپنے وجود اور اپنے اخلاق سے نکلے تو رب تعالیٰ نے انہیں اپنے اخلاق میں شامل کرلیا۔ فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ. معلوم ہوا جب تک کوئی شخص ایک جگہ کو نہیں چھوڑتا اگلی منزل نصیب نہیں ہوتی۔ ہمارا المیہ ہے کہ ہم اپنے نفسانی گھر کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ وقتاً فوقتاً اور موسم میں نکلتے ہیں جیسے رمضان کے موسم میں نکلے اعتکاف بیٹھے۔ لیکن جب یہ موسم ختم ہوا پلٹ کر اپنے گھر واپس چلے گئے۔ پھر وہی غیبت، چغلی، حرص اور نفسانی ماحول ہوگا۔ نتیجتاً ہم ساری زندگی گھوم پھر کر اسی تاریکی میں ختم کردیتے ہیں۔ مگر اللہ رب العزت نے اصول دے دیا:

كَمَا اَخۡرَجَكَ رَبُّكَ مِنۡ بَيۡتِكَ بِالۡحَقِّ. جس سے معلوم ہوا جب تک پہلا گھر چھوڑا نہ جائے دوسرا گھر رہنے کے لئے مل نہیں سکتا۔ آگے مزید فرمایا:

وَاِذۡ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحۡدَى الطَّآئِفَتَيۡنِ اَنَّهَا لَكُمۡ. جب وہ لشکر اسلام میدان بدر کی طرف نکلنے والا تھا تو کافروں کے دو لشکر تھے ایک چھوٹا اور ایک بڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا کہ ان دو میں سے جو بڑا لشکر ہے میں تمہیں اس پر فتح نصیب کردوں گا۔ یعنی بڑی فتح عطا کردوں گا۔ آگے فرمایا: وَتَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَيۡرَ ذَاتِ الشَّوۡكَةِ اورتم چاہتے تھے کہ دوسرا جو چھوٹا سا لشکر جس میں مال و دولت، سامان تجارت اور دنیاوی ساز و سامان تھا وہ تمہیں مل جائے۔

مقصد یہ کہ نیکی کی راہ پر نکل کر بھی تمہاری نگاہ دنیاوی مال و متاع پر ہوتی ہے، عبادت اور سجدے کرتے ہو۔ اس کے آگے روتے ہو اور کہتے ہو کہ رزق میں کشادگی آجائے، مقدموں سے چھوٹ جاؤں، اولاد میں برکت ہوجائے، مسائل حل ہوجائیں، گھر میں خیر ہوجائے، امتحان میں پاس ہوجاؤں، انڈسٹری لگ جائے۔ ارے نادان! میرے حضور آکر سجدہ کرتا ہے، رکوع کرتا ہے، رات کو جاگتا ہے، دس دن اعتکاف کرتا ہے، شدت کی ٹھنڈی رات میں سفر کرتا ہے، میں انتظار کرتا ہوں کہ اب مانگتا کیا ہے؟ افسوس بندے جب مانگنے کا وقت آیا تو تو نے میری محبت کو ترک کرکے مجھ سے دنیا مانگی، تجارت مانگی، وہ دنیا جس سے تمہیں نکالنا چاہتا تھا اس میں زیادتی مانگی۔ اور وہ چیز مانگی جس میں عزت بھی نہیں تھی۔ کوئی بڑی چیز مانگتا۔ ساری عبادتوں کے عوض تو نے سستا سودا کیا۔ رب تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندے! ان عبادتوں، ریاضتوں، شب بیداریوں، سفروں کے عوض، مجھ سے بڑی چیز مانگ، یہ مانگ کہ نفس کے لشکر پر غلبہ عطا کر۔ مجھے شیطان کے لشکر پر غلبہ عطا کر، مجھے ملکوتی گھر عطا کر، مجھے جبروتی گھر عطا کر، لاہوتی گھر عطا کر، اے بندے! تو مجھ سے یہ مانگ کہ فرش پر چلنے والا بندہ عرشی بن جائے۔ اور پھر اے بندے ان عبادتوں کے عوض مجھ سے مجھے مانگ، مجھ سے میری قربت مانگ، میری رضا مانگ، میری مسکراہٹ مانگ، میرا دیدار مانگ۔ پھر دیکھ میں کیا کچھ عطا کرتا ہوں۔ فرمایا:

تم چھوٹی چیز مانگتے ہو میں بڑی چیز دینا چاہتا ہوں۔ تم دنیاوی شان و شوکت کی طرف جاتے ہو میں اخروی و روحانی شان وشوکت کی طرف لے کر جاتا ہوں۔ پھر فرمایا: جو لوگ نفس اور شیطان پر غلبہ مانگتے ہیں وہ

محنت کرتے ہیں اس لئے کہ نفس پر قابو پالیں جب نفس پر قابو پالیا تو نفسانی زینتوں پر قابو پالیا۔ جب نفسانی زینتوں پر قابو پالیا تو نفسانی گھر سے نکل آنے کے قابل ہوگئے۔ اتنی طاقت آگئی کہ نفس کا گھر چھوڑ کر روح کی طرف روانہ ہوگئے۔ فرمایا: جب تم نفسانی گھر سے نکل کر بڑی شے طلب کرتے ہو اور روح کی طرف سفر کرتے ہو اور ملکوت اور ملاءِ اعلیٰ کی طرف سفر کرتے ہو تو اللہ اپنا ارادہ اور وعدہ پورا کرنے لگتا ہے اور تمہارے دلوں کو روحانی اثرات و تجلیات کے لئے نامزد کرتا ہے۔ ابھی وہ عالم روحانیت اور آخرت کی جنت میں نہیں پہنچتا مگر دل کی آنکھ سے جنت کے نظارے ہونے لگتے ہیں۔ کبھی اخروی نہروں اور کبھی اخروی باغات کے نظارے ہوتے ہیں۔ کبھی دل اور باطن پر دیدار حق کی تجلیات اترتی ہیں۔ مستی اور بے خودی آتی ہے۔ انسان مجلس میں بیٹھا ہوا کھویا کھویا رہنے لگتا ہے اور جلوت میں بیٹھ کر خلوت میں کھو جاتا ہے۔ دوستوں کے ہجوم میں بیٹھا ہوا اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کوئی سمجھتا ہے مجھے تک رہا ہے جبکہ وہ اس کی نعمتوں کو تک رہا ہوتا ہے۔ اس کا دل آخرت کے نظاروں میں گم ہوتا ہے اور جو اسے مرنے کے بعد نصیب ہونا تھا وہ اسی زندگی میں قلب و باطن کی کیفیات بن کر طاری ہونے لگتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو اولیاء اللہ کبھی کبھی بیان کرتے ہیں۔ ان کی زبان سے سن کر بھی یہ کیفیات طاری ہونے لگتی ہیں۔ جونہی بندہ اس کا مسافر بنتا ہے تو یہ تجلیات، یہ کیفیات، یہ انوار اور یہ مشاہدات ابتدائے احوال میں شروع ہوتے ہیں۔ اس لئے ہوتے ہیں کہ بندے کو یہ یقین ہوجائے کہ کوئی ہے کہ جس کی یہ تجلی ہے تو پھر تجلی والا بھی ہوگا۔ جس حسن کی یہ جھلک ہے آخرت میں کوئی حسن والا بھی ہوگا۔ اسکے Reflections آنا شروع ہوجاتے ہیں اور باطل خیالات کو معدوم کرنا شروع کردیا جاتا ہے۔

ہم جب نماز پڑھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں دیگر عبادات کرتے ہیں تو فاسد خیالات اور وسوسے آتے ہیں۔ کیوں آتے ہیں؟ اس لئے کہ رہائش نفسانیت کے گھر میں ہے جب ڈیرہ نفسانیت کے گھر میں ہے تو وسوسے کیوں نہیں آئیں گے اور جب وہ نفسانیت کا گھر چھوڑتا ہے تو پھر روحانی مشاہدات اور قلبی و ارادات ہوتے ہیں۔ اس سے اس کا یقین بڑھتا جاتا ہے اور جب یقین بڑھتا ہے تو باطل خیالات کا وجود نہیں رہتا اور وہ حملہ نہیں کرسکتے کیونکہ وہ گھر سے باہر رہ جاتے ہیں۔ گھر کی روحانیت اور گھر کی دیواریں اس قدر مضبوط ہوتی ہیں کہ باطل کے لشکر کے حملے کو ناکام بنادیتی ہیں اور انسان محفوظ ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حق کا لشکر، اللہ کے مسافروں کا لشکر اور اللہ کے طالبوں کا لشکر نفسانیت کے گھر سے نکل پڑا اور روحانیت کے گھر کی طرف چل پڑا تو اللہ پاک نے اپنی نوازشات ان پر نازل فرمادیں اور ملائکہ سے فرمایا کہ میرے بندوں نے مدد طلب کی ہے لہٰذا ہزار فرشتو سامان لے کر زمین پر اتر جاؤ اور میرے بندوں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑو۔ پھر دائیں بائیں مقرب بندوں کے ساتھ ملائکہ بھی اتر آتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر تم آج بھی اللہ کے حضور اپنے آپ کو پیش کردو تو ملائکہ کے ذریعے اللہ کی

نصرت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ وہ تمہارے حال اور تمہاری شان کے مطابق آج بھی ملائکہ کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے گا اور پھر مدد فرشتوں نے نہیں کرنی تھی بلکہ مدد اللہ ہی نے کرنی تھی اور وہ مدد کرنے میں فرشتوں کے بھیجنے کا بھی محتاج نہیں۔ لہٰذا کوئی ضروری و لازم نہ تھا کہ فرشتے اتریں تو مدد ہوگی اور فرشتے نہ اتریں تو مدد نہیں ہوسکتی۔ باری تعالیٰ! جب سب کچھ آپ نے کرنا تھا اور فرشتوں کے اتارنے کی محتاجی بھی نہ تھی تو پھر فرشتوں کو کیوں اتارا تھا؟ فرمایا: اس لئے اتارا کہ میں لوگوں کو طریقہ و سلیقہ بتادوں کہ مدد تو میں کرتا ہوں مگر مدد کے لئے کسی کو وسیلہ و واسطہ بناتا ہوں اور قیامت تک میرا اصول یہ ہے کہ روحانیت کے سفر میں جب میری مدد کے طلبگار بنتے ہو تو میری مدد واسطہ اور وسیلہ کے بغیر نصیب نہیں ہوگی۔ یہ اولیاء کرام شہنشاہ بغداد حضور غوث الاعظمؓ، قدوۃ الاولیاء حضور سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادیؒ، حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت خواجہ اجمیریؒ، حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت شاہ نقشبندؒ، حضرت شاہ سہروردؒ، یہ سب کون ہیں؟ یہ سب اللہ کی مخلوق اور روحانیت کے مسافروں کے لئے اللہ کی مدد کے مظہر ہیں۔ اللہ کی مدد ان کے واسطے سے اللہ کی مخلوق کو پہنچتی رہی۔ نصرت الٰہی، امداد الٰہی، نصرت محمدیہ ﷺ کا فیض اللہ تعالیٰ ان بزرگان دین کے وسیلے سے اتارتا رہا اور مخلوق کو جو فیض ملتا رہا وہ ان کے توسل سے ملتا رہا۔ یہ واسطے، اور مدد اس لئے نازل فرمائی۔ فرمایا:

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ. (الانفال،۸:۱۰)

’’اور اس (مدد کی صورت) کو اللہ نے محض بشارت بنایا (تھا) اور (یہ) اس لیے کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں‘‘۔

تاکہ انہیں دیکھ کر دلوں کو اطمینان ہوجائے۔ یہ خوشخبری بن جائیں اور اطمینان کی دولت نصیب ہوجائے۔ اس کے بعد اگلی حالت بیان ہوئی ہے کہ کوئی اللہ والا بن جائے اور اللہ کی مدد و نصرت کا طالب ہوجائے اور فرشی ہوکر عرشی تعلق جوڑ لے۔ ناسوتی ہوکر جبروتی اور لاہوتی تعلق جوڑ لے اور اللہ کی قربت و بندگی کے دائرے میں آجائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی فوری نصرت کے علاوہ تجلیات اتارتا ہے اور پھر مشاہدات ہوتے ہیں۔ آج کی رات شب قدر میں بھی ملائکہ اتارے جاتے ہیں۔ جیسے قرآن میں فرمایا گیا:

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ. (القدر، ۹۷:۴۔۵)

’’اس (رات) میں فرشتے اور روح الامین (جبرائیل) اپنے رب کے حکم سے (خیر و برکت کے) ہر امر کے ساتھ اترتے ہیں۔ یہ (رات) طلوعِ فجر تک (سراسر) سلامتی ہے‘‘۔ (عرفان القرآن)

شب قدر میں شام سے لے کر طلوع فجر تک ملائکہ بندوں پر اترتے رہتے ہیں اور پھر خاص قبولیت کی جب گھڑی آتی ہے تو اللہ کے خاص بندوں کے ساتھ جبرائیل امین اور ملائکہ مصافحہ کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان بندوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور بجلی کی ایک لہر گزر جاتی ہے۔ بندے کو پتہ چلتا ہے کہ میرا وجود

مالائے اعلیٰ کے وجود کے ساتھ مل گیا ہے۔ اللہ والے جب کامل ہوتے ہیں تو یہ کیفیات و تجلیات عالم بیداری میں بھی دیکھتے ہیں لیکن جو مسافر بنتے ہیں انہیں یہ تجلیات عالم خواب میں دیکھائی جاتی ہیں کیونکہ ان تجلیات کو دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کرے۔ کیونکہ ان کی حیات کا مشاہدہ روح کرسکتی ہے جسم کی آنکھ نہیں کرسکتی جب تک جسم پر نفس کا غلبہ رہتا ہے وہ دیکھنے نہیں دیتا جب آپ سوتے ہیں تو جسم پر نفس کا غلبہ کمزور پڑتا ہے تو روح اس پنجرے سے آزاد ہوجاتی ہے تو وہ مشاہدات کا نظارہ کرنے لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کو اطاعت کی راہ پر چلتے ہوئے نیک خواب آتے ہیں، تجلیات اور ملکوتی مشاہدات ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے حوالے سے سفر بدر میں فرمایا جب وہ میدان بدر میں پہنچے:

**اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ.** (الانفال،۸:۱۱)

اللہ چاہتا تھا کہ اپنا کرم تم پر کرے اور تمہیں کچھ دیکھا بھی دے تو اللہ تعالیٰ نے تم پر اونگھ طاری کردی اس لئے طاری کی کہ وجود کا قبضہ اور تصرف ختم ہوجائے اور روح کو آزادی ملے۔ رب چاہتا تھا کہ تمہیں منزل پر پہنچنے سے پہلے کچھ ملکوتی مشاہدے کرادے۔ ملکوتی مشاہدے کے لئے ضروری تھا کہ روح اپنی آنکھ کھولے۔ اللہ نے اونگھ طاری کر کے مشاہدہ کروادیا۔ پھر فرمایا: **وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً** (الانفال،۸:۱۱) ''اور اللہ نے آسمان روح سے تمہارے اوپر پاکیزگی اور طہارت کا پانی اتاردیا'' **لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ** ''اور اس آسمان روح سے جو پانی اترا اس سے اللہ نے تمہارے دلوں کو دھودیا''۔ تمہیں طہارت قلبی، طہارت باطنی، طہارت روحانی عطا کردی۔ یہ وہ آسمان روح سے تجلیات کی بارش تھی جو مالائے اعلیٰ سے روحانی پانی بن کر تم پر اتری اور تمہارے دلوں کی چادروں کو دھوتی چلی گئی۔ جس نے تمہارے نفس کے لباس کو دھودیا اور کیا ہوا؟ **وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ** شیطان اور شیطان کی جو پلیدیاں، وساوس اور باطل خیالات جس نے تمہارے نفس کے لباس کو آلودہ کررکھا تھا رب تعالیٰ نے اس حالت میں وہ پانی اتارا کہ دل صاف ہوگیا اور نفس کا لباس دھل گیا۔ وہ امّاریت سے نکل کر لوّامیت میں آگیا۔ لوّامیت سے نکل کر آگے بڑھا ملھمہ میں آگیا **وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ** ''اور اس نے پھر تمہارے دلوں پر تقویت و طاقت اتاری'' ایسی تقویت اتاری کہ تمہارے دل زمین پر تھے مگر رب نے اپنے کرم سے تمہارے دلوں کو مالائے اعلیٰ کے ساتھ جوڑ دیا۔ اب اللہ کے وہ انوار و تجلیات جو فرشیوں پر نہیں اترتے، جو زمین و ناسوت پر انہیں اترتے۔ جو صرف عالم ملکوت اور سماوی دنیا پر اترتے ہیں۔ مگر جب اللہ نے مالائے اعلیٰ کے ساتھ جوڑ دیا تو جو فرشتوں پر اتر رہا تھا وہ تمہارے دلوں پر اتار دیا۔

سمجھایا جارہا ہے کہ تم اللہ کی طرف سفر کا ارادہ کرکے دیکھو۔ اسی وجود کے نفسانی گھر کو چھوڑ کر دیکھو۔ رب تعالیٰ سے تعلق جوڑ کر دیکھو، رب سے رضا کا سودا کرکے دیکھو۔ جب نفس اور نفسانیت سے نکل جاؤ گے۔ جب وجود اور وجودیت سے نکل جاؤ گے تو اللہ پاک تم پر اپنا پانی اتارے گا جو تجلیات، انوار، برکات اور انعامات

کا پانی ہوگا اور دلوں کو دھودے گا۔نفس کی چادروں کو پاک کردے گا اور تمہارے دلوں کو اپنے مالائے اعلیٰ کے ساتھ جوڑ دے گا۔ ذرا نکل کر تو دیکھو پھر تمہیں پتہ چلے کہ مومن کا دل اس دنیا میں رہ کر گولیوں کی بوچھاڑ میں بھی متزلزل نہیں ہوتا۔ ہر طرف حرص و ہوس اور لالچ کا راج ہے۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے مگر کیا وجہ ہے کہ بندہ مومن کا دل اُس جہان میں ہے۔لہذا اب اس پر وہ کیفیات اتر رہی ہیں جو مالائے اعلیٰ میں اترتی ہیں۔ باطنی طہارت کے بعد تمہاری نگاہ نہیں بھٹک سکے گی اور غلط سمت نہیں اٹھے گی۔ دل اور نفس غلاظت و پلیدی سے پاک ہوجائیں گے پھر تمہاری پاکیزگی وتقویٰ پر کوئی داغ نہیں آئے گا۔تمہارے دل مالائے اعلیٰ سے جوڑ دیئے جائیں گے۔اس دنیا کے اثرات پھر تمہارے دلوں کو متاثر نہیں کریں گے اور وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ پھر اللہ تمہارے قدموں کو ثابت قدمی عطا کردے گا۔ پھر مخالفت ہو چاہے مزاحمت، جو کچھ بھی دنیا میں ہو ساری دنیا کے قدم اکھڑ سکتے ہیں مگر جس کا دل مالائے اعلیٰ سے جڑ گیا ہے اس کے قدموں کو کوئی ڈگمگا نہیں سکتا۔

فرمایا یہ ساری امداد ملکوتی امداد ہے جس میں فرشتے بھی اتریں گے اور یہ کیفیتیں بھی آئیں گی۔ پھر فرمایا: تم اپنا سفر جاری رکھنا کیونکہ اس ملکوتی امداد کے بعد پھر جبروتی امداد ہے۔

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا. (الانفال،۱۲:۸)

”(اے حبیبِ مکرّم! اپنے اعزاز کا وہ منظر بھی یاد کیجیے) جب آپ کے رب نے (غزوۂ بدر کے موقع پر) فرشتوں کو پیغام بھیجا کہ (اَصحابِ رسول کی مدد کے لیے) میں (بھی) تمہارے ساتھ ہوں، سوتم (بشارت و نصرت کے ذریعے) ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو“۔ (عرفان القرآن)

لہذا پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب بندے کو لاہوتی امداد میں ڈالا جاتا ہے اور جب بندہ اس دائرے میں جاتا ہے تو حکم آتا ہے فرشتو! اب تک میرے بندوں کی مدد کے لئے تم تھے لیکن میرے بندوں کو بتادو کہ اَنِّيْ مَعَكُمْ اب میں بھی تمہارے ساتھ مدد کے لئے نکل رہا ہوں۔ پھر اللہ پاک اپنی براہ راست مدد سے نوازتا ہے۔ جس کو اللہ کی مدد مل جائے بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی اس بندے کے قدموں میں کوئی تزلزل پیدا نہیں کرسکتا اور ایسی کیفیت میں جب اللہ کی مدد بندے پر اترتی ہے تو وہ بندہ ناتواں ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوتا۔ افراد تھوڑے ہوتے ہیں۔ اسلحہ تھوڑا ہوتا ہے۔ وسائل و اسباب کم ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود خود اللہ اس کا رعب و دبدبہ دوسروں کے دلوں میں طاری کر دیتا ہے اور یہ فیضان محمدی ﷺ ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا:

سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ. (الانفال،۱۲:۸)

”میں ابھی (جنگ جو) کافروں کے دلوں میں (لشکرِ محمدیؐ کا) رعب و ہیبت ڈالے دیتا ہوں“۔

مگر یہ سارے راستے اس وقت کھلتے ہیں جب انسان ایک شرط پوری کرے کہ نفسانی گھر سے روحانی گھر کی طرف سفر شروع کرے۔ جس کی طرف اللہ کا بلاوا آتا ہے۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ. (الانفال،٨:٢٤)

''اے ایمان والو! جب (بھی) رسول (ﷺ) تمہیں کسی کام کے لیے بلائیں جو تمہیں (جاودانی) زندگی عطا کرتا ہے تو اللہ اور رسول (ﷺ) کو فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے (فوراً) حاضر ہو جایا کرو''۔

اگر دل میں یہ بات اتر جائے کہ جس کام کی طرف اللہ اور اس کا رسول بلا رہے ہیں اسی بات میں حقیقی زندگی ہے، اسی میں حقیقی حیات ہے تو وہ لبیک کہہ دے اور اپنی دائمی حیات و زندگی اللہ اور اس کے رسول کے بلاوے پر لبیک کہنے اور اس کے احکام کی تعمیل کرنے میں سمجھے۔ بندہ زندگی کا یہ راز سمجھ لے تو اللہ پاک روحانی زندگی عطا کرتا ہے اور نفسانی گھر سے نجات عطا کرتا ہے۔

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے احکام روزانہ سنتے ہیں مگر یقین اتنا کمزور ہے کہ ہم ان میں اپنی زندگی و حیات کا راز مضمر نہیں جانتے۔ ہمارا یقین متزلزل ہے، نفسانی زیب و زینت سے نکلنے سے دل نہیں کرتا کیونکہ اللہ نے جو وعدہ کیا ہے اس پر یقین کامل نہیں بلکہ شک رہتا ہے کہ قرآن میں تو ہے مگر پتہ نہیں ملے گا بھی یا نہیں ملے گا۔ نصیب میں ہوگا یا پھر نہیں۔ اس شک میں انسان کی ساری زندگی گزر جاتی ہے اور وہ نفس کی قید سے چھٹکارا حاصل نہیں کرسکتا۔ فرمایا: لوگو! اللہ اور اللہ کے رسول کے فرمان کو حق جانو اور ان کے بلاوے پر لبیک کہہ دو۔ زندگی گزرتی جارہی ہے اور بیشتر سال ہماری زندگیوں کے گزر گئے۔ زیادہ عرصہ گزر گیا اور تھوڑا عرصہ ہماری اس حیات مستعار کا باقی رہ گیا ہے۔ کچھ سال، کچھ ماہ، کچھ دن، کچھ گھڑیاں یا کچھ سانسیں باقی رہ گئیں اور کچھ خبر نہیں زندگی ادھار دینے والا کس وقت واپس بلا لے اور ادھار کی مدت ختم ہو جائے۔ یہ وقت ہے کہ سچے دل سے ہم لبیک کہہ لیں اور اس یقین کو پختہ کرلیں کہ ہماری حقیقی زندگی، حقیقی راحت، حقیقی لذت، حقیقی ترقی نفسانی گھر میں رہنے میں نہیں بلکہ روحانی گھر میں منتقل ہونے اور اللہ کی طرف سفر جاری کرنے سے ہوگی اور وہ لذتیں اور راحتیں جن کا اللہ رب العزت نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے ان سے بہتر دنیا میں نہ کوئی لذت ہے نہ کوئی راحت ہے، نہ کوئی زندگی ہے اور نہ کوئی عزت ہے۔ ایک روح ہے جو ہمارے وجود کے پنجرے میں تڑپ تڑپ کر ایک بات کہنا چاہتی ہے لیکن ہم اسی روح کی بات کو سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ روح بتاتی ہے کہ بندے اس دنیا میں تو پردیسی ہے تیرا یہ دیس نہیں، جس کو تو دیس سمجھ بیٹھا ہے، تیرا یہ حقیقی وطن نہیں جس کو تو وطن سمجھ بیٹھا ہے۔ تیرا اصلی وطن تو وہ تھا کیونکہ ہماری حقیقی و روحانی پیدائش اس دنیا میں نہیں ہوئی۔ اس دنیا میں تو ہمارے اس مادی وجود کی پیدائش ہوئی تھی۔ ہمارا من اور روح تو کہیں اور پیدا ہوئی تھی اور یہاں ایک مستعار مدت کے لئے آئی تھی جو ہم گزارتے ہیں مگر اس گھر میں آنے سے پہلے اس گھر میں ہم طویل مدت گزار کر آئے ہیں، روح کہتی ہے بندے! اپنے اصل وطن کو پہچان۔ اپنے دیس کو پہچان۔ تیرا وہ دیس اچھا تھا جہاں تجھے رب کا پڑوس میسر تھا جہاں ملائکہ کا قرب میسر تھا جہاں ہر وقت انوار و تجلیات کا نزول ہوتا تھا جہاں ہر وقت رحمتیں اور برکتیں تھیں، خدا کی قربتیں اور

سنگتیں تھیں۔ وہاں نہ حرص تھا نہ حسد۔ نہ تکبر تھا نہ رعونت۔ نہ لالچ تھا نہ چغلی اور نہ منافقت تھی۔ ہر کوئی مومنانہ، پاکیزہ، ملکوتی زندگی گزارتا تھا۔ اے بندے تو کس گھر میں آ گیا کہ تیرے چاروں طرف رغبتیں ہیں۔ چاروں طرف حسد کی آندھیاں ہیں۔ چاروں طرف تکبر، مکر و فریب، جھوٹ اور دنیاوی لالچ کی آندھیاں ہیں۔ انسان اپنی ذات اور خدا سے اور ہر ایک شخص سے دھوکہ کر رہا ہے۔ روح تڑپ تڑپ کر ہمارے پنجرے میں چیخ رہی ہے کہ بندے اس گندے پردیس سے محبت چھوڑ اور پلٹ کر اپنے دیس اور اپنے وطن کو پہچان مگر افسوس ہم اس کی تڑپ کو سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم چیختی تڑپتی روح کی پکار سننے کے لئے تیار نہیں۔ ہم آج کی بابرکت باسعادت رات اتنا ہی فیصلہ کر کے چلے جائیں کہ ہم اس روح کی تڑپ و پکار کی آواز کو سمجھ لیں اور یہی وہ آواز، یہی وہ درس، یہی وہ تڑپ اولیاء وصوفیاء، عشاق و عارف ہمیشہ بندے کو سناتے چلے آئے۔ مولانا رومؒ نے بھی یہی درس دیا۔

انہوں نے اس روح کو بانسری سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ روح کی بانسری کیوں چیخ رہی ہے؟ کیوں تڑپ رہی ہے؟ کیا رونا رو رہی ہے؟ کیا حکایت سنا رہی ہے؟ فرماتے ہیں: یہ اپنے اصل وطن سے ہجر وفراق کی داستان سناتی ہے اور روتے ہوئے شکایت کرتی ہے کہ میرا وطن عالم ملکوت تھا۔ میں اللہ کی قربت میں عالم ارواح میں ذات حق کی محبت، مشاہدے اور معرفت میں رہتی تھی اور اس کے ذکر وفکر میں رہتی تھی۔ ہائے میرے ساتھ کیا ہوا کہ کسی نے اس ملکوتی درخت سے توڑ کر اس جسم کے پنجرے میں بند کر دیا۔ مجھے یہاں خدا کی محبت نہیں ملتی، ذکر نہیں ملتا، اس کے مشاہدے نہیں ملتے، ملکوتی انوار نہیں ملتے۔ میں دائیں بائیں جدھر کان لگاتی ہوں کوئی مال کی بات کرتا ہے، کوئی دکان کی بات کرتا ہے، کوئی تجارت کی بات کرتا ہے، کوئی بال بچوں کی بات کرتا ہے، کوئی طاقت وسلطنت کی بات کرتا ہے۔ یہ کیا بولیاں بولتے ہیں؟ انکی بولی میری سمجھ میں نہیں آتی ان کا رونا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ روتی ہے کہ میں اپنے وطن سے کیوں جدا ہو گئی؟ اور وطن سے اتنی دور ہو گئی کہ اب یہ بھی یاد نہ رہا کہ میرا وطن کوئی تھا بھی یا نہیں تھا۔ اکبر مرحوم نے کہا تھا:

کچھ نہ پوچھ اے ہمنشیں میرا نشیمن تھا کہاں    اب تو یہ کہنا بھی مشکل ہے وہ گلشن تھا کہاں

وہ باغ و بہار گئے، وہ لذت لیل ونہار گئے، وہ قربت الٰہیہ کے وجدان گئے، وہ معرفت الٰہیہ اور دیدار حق کے پرلطف نظارے گئے، وہ گلشن گئے، وہ وطن گیا۔ روح تڑپتی ہے۔ مولانا روم کہتے ہیں:

بانسری روتی ہے کہ جس دن سے مجھے درخت سے کاٹ کر جدا کر دیا ہے۔ مجھے اپنے ملکوتی وطن سے جدا کر دیا ہے، اپنی سنگت وصحبت سے جدا کر دیا ہے اس وقت سے میں ناسوت میں مقید کر دی گئی ہوں۔ لوگوں کو میرے رونے کی سمجھ تو نہیں آتی مگر کچھ سمجھ والے نالہ و پکار سن کر سوچتے ہیں کہ یہ اتنا کیوں روتی اور تڑپتی ہے۔ اس کے ساتھ کیا بیت گیا؟ مگر میں اپنا رونا اور داستان غم کس کو سناؤں؟ میں ہجر و فراق کی آگ میں جل رہی ہوں۔ اپنا رونا دھونا سنانے کے لئے کاش کوئی اب سینہ ملے جو ہجر وفراق میں پھٹ چکا ہو۔ جسے محبوب سے جدا

کر دیا گیا ہو۔ جس پر محبوب کے فراق کا آرا چل گیا ہو۔ وہ سینہ جو فراق کے آرے سے ریزہ ریزہ ہوگیا ہو اور پھٹ کر چیتھڑے ہوگیا ہو اس کو خبر ہوگی کہ ہجر و فراق کیا ہوتا ہے۔ روح کہتی ہے کہ مجھے کوئی ہجر و فراق میں پھٹا ہوا سینہ ملے تو میں بھی اسے اپنے غم کی داستان سناؤں تا کہ اس کو میرے غم کی سمجھ آئے۔ یہ روح جو ہمیں اپنا درد غم سنا رہی ہے اور پکار پکار کر اس پردیس سے واپسی کی طرف لے جانا چاہتی ہے۔ اللہ پاک نے بھی وہ گھر دکھا دیا اور سفر بتا دیا۔ آیئے! آج کی رات عہد کریں کہ اللہ پاک ہمیں وہ توفیق مرحمت فرمائے کہ اس پردیس کی محبت سے نکل کر اس دیس کی محبت کی طرف چل پڑیں۔ اس ناسوتی و نفسانی گھر سے نکل کر پھر ملکوتی، جبروتی،

# سوشل میڈیا کے لیے اقدامات

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ پوری دنیا اپنے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے سوشل میڈیا کا زیادہ سے زیادہ استعمال کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ ٹی وی چینلز بھی اپنے ہر پروگرام کے علیحدہ Facebook اور Twitter اکاؤنٹ بنا رکھے ہیں جن کی ٹی وی پر 24 گھنٹے تشہیر جاری رہتی ہے۔

مرکزی جانب سے حضور شیخ الاسلام کے Facebook اور Twitter کے آفیشل اکاؤنٹس (TahirulQadri) کے نام سے کام کر رہے ہیں۔ انٹرنیٹ کی سہولت رکھنے والے احباب ان اکاؤنٹس پر بھرپور توجہ دیں اور فارغ اوقات میں روزانہ کی بنیاد پر انہیں وقت دیں۔ ایسے احباب جن کے پاس انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہیں وہ بھی اپنے موبائل پر ٹیوٹر کے ذریعے اپ ڈیٹس حاصل کر سکتے ہیں۔

## موبائل پر اپ ڈیٹس حاصل کرنے کیلئے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے متعلقہ تازہ ترین

☆ انگلش اپ ڈیٹس کیلئے Follow TahirulQadri اور

☆ اردو اپ ڈیٹس کیلئے Follow TahirulQadriUR

لکھ کر 40404 پر SMS بھیجیں

Twitter

twitter.com/TahirulQadri to Follow, Retweet & Reply

Facebook

facebook.com/TahirulQadri to Like, Share & Comment

# منصب دعوت اور اس کے اجزائے ترکیبی

## منہاجینز ڈے کے موقع پر

### صدر سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: صاحبزادہ محمد حسین آزاد

معاونت: فہیم

اس کے بعد دعوت کے وہ عناصر ہیں جو داعی کے اندر ہونے چاہئیں۔ اِس دعوت کے بھی چار عناصر ترکیبی ہیں۔ پہلے جو بتائے وہ داعی کے Ingredients تھے کہ وہ داعی اس دعوت کے قابل بنتا ہے جس میں یہ خوبیاں پائی جائیں۔ ان چار عناصر ترکیبی میں پہلا عنصر ''المعرفۃ'' ہے کہ جس دعوت پر داعی کو فائز کیا جارہا ہے اس کی معرفت کا ہونا ضروری ہے۔ جس کو معرفت ہی نہیں اس نے کسی کو کیا معرفت دینی ہے جسے خود خبر نہیں کہ یہ کس کی دعوت ہے؟ کیوں جانا ہے؟ کیسے جانا ہے؟ تو وہ دوسرے کو کیا قائل کرے گا؟ جب انقلاب کی راہ پر چل پڑیں تو پھر پیچھے ہٹنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ چلنے سے پہلے پوچھنا ہوتا ہے کہ کیوں ہے؟ کب ہے؟ کیسے ہے؟ جب چل پڑے تو پھر کشتیاں جلاکر چل پڑے۔ معرفت کا علم اور اس کا عرفان اور نور بھی ضروری ہے جس سے اسے شرح صدر ہوتا ہے۔ ایک کو عارف کہتے ہیں ایک کو عالم کہتے ہیں۔ عالم کئی ملتے ہیں مگر عارف کوئی کوئی ہوتا ہے۔ علم ملنے سے ضروری نہیں کہ اسے معرفت مل گئی۔ علم کتابوں سے بھی مل سکتا ہے جبکہ معرفت صحبت کے بغیر نہیں مل سکتی۔ علم کتابوں سے مل سکتا ہے۔ ضرب یضرب کتابوں سے سمجھا جاسکتا ہے مگر معرفت کسی صاحب معرفت کے قدموں میں گرے بغیر اور کسی کی صحبت میں آئے بغیر نہیں مل سکتی۔ کسی کے سامنے پیکر ادب بنے بغیر نہیں مل سکتی۔ کسی کے سامنے خدمت کئے بغیر نہیں مل سکتی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سمجھتے تھے باری تعالیٰ تو نے مجھے اس دنیا اور کائنات میں سب سے زیادہ علم دیا ہے اس پر آپ کو فخر تھا۔ ایک دن پوچھنے لگے: مولا! روئے زمین پر کوئی مجھ سے بڑا بھی عالم ہے۔ فرمایا: ہاں تجھ سے بڑا ایک عالم ہے جو فلاں جگہ پر مرج البحرین کے مقام پر رہتا ہے۔ اب اسی عالم کی معرفت کو پانے کے لئے اس کی تلاش میں سفر شروع کردیا۔ پتہ چلا علم تھا معرفت نہ تھی مگر جس معرفت کے پاس لے جایا جارہا تھا اس کا سفر شروع کروایا۔ معلوم ہوا کہ معرفت کسی کے پاس جانے

سے ملتی ہے اور علم اپنی جگہ رہنے سے بھی مل سکتا ہے۔ جس علم کو علم نافع کہتے ہیں وہ علم معرفت کے بغیر نہیں ملتا۔ پھر علم والے بہت ہیں مگر معرفت والا کوئی کوئی ہوتا ہے۔ معرفت کا علم ظاہراً تو سمجھ آجاتا ہے مگر جو غوطہ زن ہو اُسی کو اندر کا حال پتہ چلتا ہے۔ وہی جانتا ہے اس علم کے اسرار کیا ہیں؟ اس علم کی کیفیت کیا ہے؟ اس علم میں چھپا ہوا نور کیا ہے؟ ہر شے میں چھپا ہوا ایک نور ہوتا ہے۔ ہر عبادت، ہر جز ، ہر عمل اور ہر علم کا ایک نور ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی شے کا علم ہو اگر صدق و اخلاص کے ساتھ حاصل کیا جائے تو وہ نور بن جاتا ہے۔ جب وہ علم نور بنتا ہے تو شرح صدر عطا کر دیتا ہے۔ پھر آپ آنکھیں بند کریں تب بھی نظر آتا ہے کھولیں تب بھی نظر آتا ہے۔ یہی معرفت ہے جو خدا کی بارگاہ سے ملتی ہے۔ خدا کی بارگاہ کی یہ معرفت اولیاء کی بارگاہ میں آئے بغیر نہیں ملتی۔ یہ معرفت کاملین کی سنگت اور ادب سے ملتی ہے اور جس کو معرفت مل جائے اس کے سامنے پھر علم کچھ نہیں ہوتا۔

دوسری چیز ''التربیۃ'' ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے یہ معرفت ملے کیسے؟ جواب یہ ہے کہ یہ تربیت سے ملتی ہے اور کسی کے در پر آکر رہنے سے ملتی ہے۔ اگر معرفت تربیت کے بغیر ملا کرتی تو پھر تربیت کرنے والوں، اساتذہ، مشائخ اور انبیاء کی ضرورت نہ تھی۔ پھر ان کی سنگتوں اور صحبتوں کی ضرورت نہ تھی۔ اس کی مثال یوں ہے کہ جب کسی مقناطیس کے ساتھ کسی لوہے کے پیس کو لگایا جاتا ہے اور اسے جب اس کی صحبت میں چند دن رکھا جاتا ہے تو پھر جب اسے اٹھایا جاتا ہے تو اس میں بھی کشش پیدا ہوجاتی ہے۔ اس کے اندر کچھ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ وہ جو اثرات ہوئے اسے اس مقناطیس کی معرفت مل گئی کیونکہ اس لوہے کو سمجھ میں آگیا کہ اس مقناطیس میں کچھ ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ جڑ گیا۔ جب عرفان مل گیا تو اس کو یقین آگیا اور عقیدہ کامل ہوگیا تو جڑ گیا۔ اگر عقیدہ کامل نہ ہوتا تو چھوڑ کر آجاتا۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ وہ لوہے کا پیس کیوں جڑا؟ اسے کیا ضرورت تھی؟ وہ کسی بڑے لوہے کی طرف چلا جاتا۔ اپنی ذات کا لوہا ڈھونڈ لیتا۔ اس سے پوچھا کہ مقناطیس کی ذات اور ہے اور تمہاری ذات اور ہے تم نے مقناطیس کو کیوں چن لیا؟ اس نے کہا کہ مجھے سمجھ آگئی کہ اس میں کچھ ہے۔ یہی معرفت ہے اور جب معرفت حاصل ہوجائے تو پھر تربیت میں رہا جاتا ہے۔ اس سے عقیدہ کامل ہوجاتا ہے پھر وہ کچھ ملنا شروع ہوجاتا ہے جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی مثال موبائل فون ہے اس کے اندر ایک Function ہوتا ہے اسے Connectivity یا Bluetooth کہتے ہیں۔ اس کا Function یہ ہوتا ہے کہ اگر میں نے اپنے موبائل سے ڈیٹا کسی کے موبائل میں منتقل کرنا ہوتو اپنا Bluetooth آن کروں گا تو یہ ڈیٹا کسی کے موبائل میں

Transfer ہوگا اور اگر آپ کا موبائل On ہوا اس کا Off ہو تو اس کا ڈیٹا منتقل نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی کا موبائل لے کر تین دن کے لئے آپ اپنے موبائل کے ساتھ رکھ دیں اور سمجھیں کہ اب تو یہ مقناطیس بن چکا ہوگا اور اس میں Data منتقل ہو چکا ہوگا۔ مگر تین دن کے بعد دیکھا تو اس میں کچھ بھی نہیں آیا۔ کسی صاحب معرفت سے پوچھا آخر ماجرہ کیا ہے؟ وہ کہتا ہے تیرا Bluetooth On تھا مگر اس کا Off تھا۔ قریب رہنے سے Data Transfer نہیں ہوتا بلکہ معرفت کا بٹن آن کرنے سے ہوتا ہے۔ وہ Connectivity اس کی معرفت تھی یہ بٹن دبانا علم تھا۔ آپ نے اپنے علم پر تکیہ کرتے ہوئے دو چیزوں کو جوڑ دیا۔ سمجھا تھا کہ دو چیزوں کو ساتھ رکھیں تو فیض مل جاتا ہے۔ یہ علم تھا مگر معرفت کامل نہ تھی۔ معرفت کہتی تھی نہیں اس علم کا تقاضا ہے کہ تمہیں Connectivity کا Function بھی آتا ہو۔ اس کا مقصد بھی سمجھ آئے۔ اس کی معرفت بھی کامل ہو۔ اسی معرفت نے کہا نہیں اپنا بھی آن کرو۔ اس کا بھی آن کرو پھر بے شک قربت نہ بھی ہو تو منتقل ہو جاتا ہے۔ پھر میں موبائل دور کر دیتا ہوں اپنا بھی آن کرتا ہوں اس کا بھی آن کرتا ہوں تو دور رہ کر بھی جب تک Range میں ہوتے ہیں ڈیٹا ملتا رہتا ہے۔ بات یہ ہے قریب رہنے کی شرط نہیں۔ حضرت اویس قرنیؓ بن کر اپنی معرفت کا بٹن آن کر دیں تو سب کچھ ملتا ہے۔ قریب رہنے والوں کو وہ نہ مل سکا جو دور رہ کر حضرت اویس قرنیؓ اپنا Bluetooth On کر کے حاصل کر گئے۔

لہٰذا معرفت حاصل کرنے کے لئے تربیت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں خود بخود عالم بن گیا تو وہ خود بخود جاہل بھی ہو جائے گا کیونکہ علم نہ خود بخود کسی کو آیا نہ خود بخود کسی کو دیا گیا۔ اب معلم کائنات خدا خود تھا لیکن اپنے آپ کو اپنے مصطفیٰ کے لئے معلم مصطفیٰ بنایا۔ پتہ چلا کہ ہر علم والے کے لئے صاحب معرفت ہوتا ہے۔ جب لوہے سے پوچھا کہ تم کیوں جڑے ہو؟ اس نے کہا مجھے سمجھ آ گئی اور اس کی معرفت مل گئی تھی۔ یہاں وزن و حجم کی بات بھی نہیں ہے کیونکہ حجم ہوتا تو بڑے بڑے لوہے کے شاہکار موجود تھے۔ کسی کے ساتھ جڑ جاتا مگر معرفت تھی کہ نہیں کشش لینی ہے لہٰذا اتنا سا مقناطیس بھی کافی ہے۔ اللہ کی معرفت والے تھوڑے بھی ہوں تو وہ سینکڑوں اور ہزاروں پر فائق ہوتے ہیں اور معرفت کے بغیر جاہل پوری دنیا کے برابر بھی ہوں تو وہ ایک عارف باللہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ کہیں گے التربیۃ تک پہنچیں کیسے؟ التربیۃ تک پہنچنے کے لئے التخطیط ہوتی ہے اس سے مراد Planning ہے کہ التربیۃ تک پہنچنے اور کسی کی تربیت میں آنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں۔ اگر ہر کوئی تربیت میں آنے والا ہوتا تو وہ حضرت انس بن مالکؓ بن چکا ہوتا۔ اب نہ ان کا

قد دیکھا جاتا ہے؟ نہ قامت دیکھی جاتی ہے، نہ شکل دیکھی جاتی ہے، نہ ناک دیکھی جاتی ہے، نہ رنگ دیکھا جاتا ہے، نہ نسل دیکھی جاتی ہے کیونکہ اس نے محبوب کو منانے اور اس کے پاس رہنے کے آداب سیکھے ہوتے ہیں۔ ادب سیکھنا بھی ایک Planning ہے۔

دعوت اگر بغیر Training کے ہوتی تو اللہ رب العزت اپنے انبیاء کو بکریوں کا چرواہا کیوں بناتا؟ ہر نبی کو اللہ رب العزت نے Management کیوں سکھائی؟ انسانوں کے پاس بھیجنے سے پہلے بکریوں کو ان کی بارگاہ میں بھیجا یہ حکمت اور Management ہے کیونکہ بکری نہ بول سکتی ہے نہ مافی الضمیر بیان کرسکتی ہے۔ ان کی زبان کی خبر کسی کو نہیں ہوتی۔ مگر انبیاء کو ان کے ذریعے Management کا درس سکھایا کہ سینکڑوں بکریوں کا ریوڑ لے کر صبح چلتے ہیں پھر اس کی حفاظت کرتے ہیں پھر اس کی خبر رکھتے ہیں پھر اس کی گنتی کرتے ہیں پھر پتہ ہوتا ہے ادھر نہ چلی جائے ادھر نہ چلی جائے۔ پھر پتہ ہوتا ہے میری فلاں بکری نے آج کیا کھایا ہے؟ یا کھائے بغیر واپس آ گئی ہے۔ اگر بیمار ہے یا پیٹ میں درد ہے تو بکری تو بتا نہیں سکتی۔ پھر نبی کی بصیرت و فراست ہے کہ وہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ جو سر جھکا کر بیٹھی ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ بیمار ہے۔ خود اس کی پرورش کرتا ہے۔ اسے پالتا ہے۔ دیکھ بھال بھی کرتا ہے۔ اس کی دوا بھی کرتا ہے، مداوا بھی کرتا ہے۔ پھر رات کو غروب آفتاب سے پہلے آ کر ایک ایک کو گنتا ہے۔ پھر گن کر اپنے گھر واپس لاتا ہے۔ پھر دیکھتا ہے کہ آج کوئی شکار تو نہیں ہوگئی۔ پھر صبح گن کر لے کر جاتا ہے اور گن کر لاتا ہے۔ لہذا جو بے زبان جانور کو Manage کر سکتے ہیں تو ان کے لئے زبان والے انسانوں کو Manage کرنا تو کوئی بات ہی نہیں۔ پھر انہیں منزل تک پہنچانے، مقصد دینے اور دعوت پر فائز کرنے سے پہلے وہ نبی کے لئے کسی نیک صحبت کو ڈھونڈتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو بطور رسول مبعوث کرنے سے پہلے شعیب علیہ السلام کے پاس بھیجا پھر موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا پھر ان کے پاس یوشع بن نون علیہ السلام کو بھیجا کہ ایک طرف تربیت لے رہے ہیں ایک طرف دوسرے نبی کو تربیت دے رہے ہیں۔ پھر جب تربیت میں ہوں تو منصب کام نہیں آتے وہاں معرفت کام آتی ہے۔ پھر نبی ہوں یا ولی تربیت میں رہنے والے یہ نہیں پوچھتے کہ بھیجا کس نے ہے؟ کیونکہ بھیجنے والا قائد اگر کامل ہے تو پھر بھیجا جانے والا اور جس کے پاس بھیجا جارہا ہے وہ بھی ضرور کامل ہوگا۔

☆☆☆☆☆

# ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تفسیری تفردات و امتیازات

قسط چہارم

علامہ محمد حسین آزاد۔ ایم فل علوم اسلامیہ منہاج یونیورسٹی

منہاج یونیورسٹی کالج آف شریعہ سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تفسیری خدمات کے حوالے سے پہلا ایم فل کرنے کا اعزاز جامعہ کے ابتدائی فاضلین میں سے علامہ محمد حسین آزاد نے حاصل کیا ہے جو جامعۃ الازہر سے ''الدورۃ التدریبیۃ'' میں بھی سند یافتہ ہیں اور مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ کے علاوہ مجلّہ دختران اسلام کے مینجنگ ایڈیٹر ہیں جن کا مقالہ قارئین کے استفادہ کے لئے بالاقساط شائع کیا جارہا ہے۔

۴مارچ۲۰۰۵ء میں پاکستان کے دل لاہور کی سرزمین پر عظیم عالمی تحریک، تحریک منہاج القرآن کے مرکز پر ایک عظیم اجتماع میں سینکڑوں علماء و مشائخ، دینی سکالرز اور ہزارہا خواتین و حضرات سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ''امام ابوحنیفہ(۸۰۔۱۵۰ھ)، امام الائمہ فی الحدیث'' کے موضوع پر تاریخی اور یادگار علمی و تحقیقی خطاب فرمایا جس کی پہلی جلد نو سو (۹۰۰) صفحات پر مشتمل اب کتابی صورت میں بھی منظر عام پر آچکی ہے۔ اس عظیم علمی اجتماع کی نقابت مایہ ناز خطیب، ادیب اور محقق حضرت علامہ ڈاکٹر پروفیسر عبدالرحمٰن بخاری نے فرمائی۔ اس موقع پر نامور علماء و مشائخ اور صاحبان علم و دانش موجود تھے۔ امام اعظمؒ کی علم حدیث میں خدمات کے حوالے سے تین گھنٹے پر مشتمل اس تحقیقی خطاب کو سننے کے بعد شرکاء اپنے حنفی ہونے پر فخر کررہے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ کو فقہ میں تو امام اعظم تسلیم کیا جاتا ہے مگر آج شرکاء میں سے ہر فرد نے علم حدیث میں بھی امام اعظم ابوحنیفہ کی امامت کا لوہا مان لیا۔ اس علمی و تحقیقی خطاب میں شیخ الاسلام نے جن اہم موضوعات پر سیر حاصل بحث کی وہ یہ ہیں: فہم قرآن و حدیث کے لئے فقہ کی ناگزیریت، علم الحدیث اور فقہ الحدیث میں فرق، امام اعظمؒ کی ولادت، نسب اور بلند پایہ فقاہت، امام اعظمؒ کے حق میں بشارت نبویؐ، ائمہ فقہ و حدیث میں صرف امام اعظمؒ کا تابعی ہونا، امام اعظمؒ کے اخذ علم الحدیث کے مراکز، امام اعظمؒ اکابر صحابہ کرامؓ کے علم الحدیث کے وارث، امام اعظمؒ ائمہ اہل بیت نبویؐ کے علم الحدیث کے وارث، امام اعظمؒ اکابر تابعین کے علم الحدیث کے وارث، امام اعظمؒ کے

شیوخ حدیث اور ان کی ثقاہت، امام اعظمؒ کا امام بخاریؒ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء) کے شیخ الشیوخ ہونا، امام بخاریؒ کی ثلاثیات کے راوی امام اعظمؒ کے تلامذہ، امام اعظمؒ کا ائمہ صحاح ستہ، امام شافعیؒ (۱۵۰۔۲۰۴ھ/ ۷۶۷۔۸۱۹ء) اور امام احمد بن حنبلؒ (۱۶۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء) کے شیوخ میں سے ہونا، امام اعظمؒ سے امام بخاریؒ کی عدم روایت کی وجوہات، امام اعظمؒ سے مروی احادیث۔

اس طرح ۵دسمبر۲۰۰۵ءکو جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ظہور امام مہدی علیہ السلام کے حوالے سے اشکالات کا علمی محاکمہ کیا اور اصل حقائق کا ایمان افروز بیان فرمایا۔ شروع میں خطاب کی اہمیت اور موضوع کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

i۔ سیدنا امام مہدی علیہ السلام کے حوالے سے مختلف قسم کے اعتقادی فتنے پیدا ہورہے ہیں۔ ان میں سے پہلا فتنہ یہ ہے کہ بعض اہل علم کے نزدیک امام محمد مہدی علیہ السلام نام کی کوئی شخصیت نہیں ہے اور کسی معین شخص کو اس نام سے نہیں آنا بلکہ ہر دور میں ایک مہدی ہوتا ہے۔ اس خیال کے پیش نظر بہت سے لوگوں نے اپنے آپ کو مہدی خیال کیا اور گمراہ ہوگئے۔ یہ فتنہ بعض اہل علم کے علمی اور فکری مغالطے کی وجہ سے پیدا ہوا۔ اس تصور کو فتنہ اس لئے قرار دے رہا ہوں کیونکہ امام مہدی ایک معین شخص اور ایک معین امام ہیں جن کی آمد کا ذکر حضور ﷺ نے صراحتً فرمایا لہذا ان کی آمد کا انکار دراصل گمراہی اور فرمان نبوی ﷺ سے بغاوت ہے۔

ii۔ اس موضوع پر اظہار خیال کرنے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آج یہ فتنہ پیدا ہوچکا ہے کہ کچھ لوگ خود امام مہدی ہونے کا اعلان کررہے ہیں۔ انہی میں ہندوستان سے غلام احمد قادیانی بھی ایک تھا جس نے ابتداً مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور نبوت کے جھوٹے دعوے سے پہلے مہدیت کی سیڑھی پر قدم رکھا پھر اس کو خبر ہوئی کہ امام مہدی کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہوگا تو اس نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ بھی کردیا حالانکہ حقیقت میں وہ نہ مہدی تھا اور نہ عیسیٰ بلکہ وہ دجال تھا۔

iii۔ اس موضوع کو اختیار کرنے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ آج جس سے خود مہدی ہونے کا اعلان نہ ہوسکا وہ یہ دعویٰ کر بیٹھتا ہے کہ امام مہدی پیدا ہوچکے ہیں اور اس خیال وتصور کو بعض علماء، خطباء، نام نہاد مفکر اخبارات اور کتب و رسائل میں بھی لکھ رہے ہیں اور TV پر بھی بیان کررہے ہیں۔ یہ فتنہ صرف پاکستان اور ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ عالم عرب بھی اس فتنہ کی لپیٹ میں ہے کہ امام مہدی پیدا ہوچکے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ۱۹۶۰ء کے پیدا ہوچکے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں ان سے ملا بھی ہوں حتی کہ مجھ سے خود کئی لوگوں نے کہا ہے کہ ہم امام مہدی سے مل چکے ہیں۔ کوئی انہیں یمن میں ٹھہرائے ہوئے ہے، کوئی پاکستان میں اور کوئی سوڈان، ملائیشیا اور ایران میں

امام مہدی کے پیدا ہو چکنے کی اطلاع دے رہا ہے۔

iv۔ چوتھا سبب یہ ہے کہ بعض لوگ امام مہدی علیہ السلام کے حوالے سے شکوک وشبہات میں بھی گھرے ہوئے ہیں اور آپ کی آمد کو توہمات اور خصوصاً شیعہ حضرات کی گھڑی ہوئی باتیں تصور کرتے ہیں۔ یہ خیال سراسر باطل ہے اس لئے کہ امام مہدی علیہ السلام کے حوالے سے حضور ﷺ کے ارشادات کثرت سے کتب حدیث میں منقول ہیں۔ لہذا امام مہدی کی آمد کا انکار کرنا حقیقت میں فرامین مصطفیٰ ﷺ کے انکار کے مترادف ہوگا۔

اس نہایت علمی، فکری اور تحقیقی خطاب سے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق عقیدہ روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا۔ اس نہایت اہمیت کی حامل تبلیغی وعلمی خدمت اور فتنہ کی سرکوبی کا سہرا بھی ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے سر پر سجا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ''عرفان القرآن'' کے نام سے موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن حکیم کا ایسا ترجمہ کیا ہے جو تفسیری شان اور فکری معنویت کا حامل ہے۔ انہوں نے جہاں آیات کے مفہوم کو کماحقہٗ اردو میں سمونے اور اس کے ابلاغ کو مکمل بنانے کی سعی کی ہے وہاں ترجمہ میں بھی الفاظ کے چناؤ اور آیات کے ساتھ اس معنوی لغوی اور تفسیری مناسبت کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ جہاں کہیں آیات میں مذکورہ الفاظ کا مفہوم واضح نہ ہو رہا ہو وہاں انہوں نے قوسین میں ضروری وضاحت کر دی ہے مگر خاص بات یہ ہے کہ اس وضاحت سے ترجمے کا تسلسل اور ربط نہیں ٹوٹتا بلکہ قاری اسے روانی اور تسلسل کے ساتھ پڑھتا ہے اور آیات کے مفہوم کو سمجھنے میں کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا بلکہ قاری آیات کے مفاہیم اور معانی کو اپنے قلب و باطن میں اترتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ لہذا دیکھا جائے تو شیخ الاسلام کا یہ اتنا بڑا کام ہے جو قاری کو تفسیری سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے حدیث نبوی ﷺ پر جتنی عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ کام کیا ہے وہ اُن ہی کا خاصہ ہے۔ سال ۲۰۰۶ء میں انہوں نے UK برمنگھم کی جامع مسجد گھمکول میں صحیح البخاری شریف کا دورہ کروایا۔ جس سے انہوں نے عقائد اہل سنت اور فقہ حنفی سے متعلق متعدد اشکالات کا ازالہ فرمایا۔ آپ نے ابتدائی گفتگو میں سند اور اسناد کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اہل سنت پر شخصیت پرستی کا لیبل لگانے والوں کا علمی محاکمہ کیا۔ نیز امام بخاریؒ کے اساتذہ وتلامذہ اور فقہ حنفی کے فروغ میں ان کے کردار پر گفتگو فرمائی۔ انہوں نے صحیح البخاری کے ترجمۃ الباب اور حدیث الباب کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ صحیح البخاری کے ترجمۃ الباب، امام بخاری کا اجتہاد اور ان کی فقہ ہے نہ کہ حدیث مصطفیٰ ﷺ۔ اس لئے کہ صحیح بخاری صرف حدیث ہی کی کتاب نہیں بلکہ امام بخاری کی فقہ بھی ہے اور وہ اپنی فقہ یعنی اجتہاد کو ترجمۃ الباب میں ذکر کرتے ہیں لہذا امام بخاری کی فقہ

اور اجتہاد سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے صحیح البخاری کے تراجم الباب پر بحث کرتے ہوئے رفع یدین، آمین بالجہر، قرأت خلف الامام اور امام اعظمؒ پر ہونے والے دیگر اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ امام اعظمؒ کی فقہ حنفی احادیث صحیحہ پر قائم ہے۔ انہوں نے دورہ صحیح البخاری میں نہایت علمی اور تحقیقی گفتگو کرتے ہوئے بخاری شریف کی احادیث کی روشنی میں مقام و محبت مصطفیٰ ﷺ، تمثل ارواح، علم الغیب، حقیقت بدعت، شخصیت پرستی، محبت الاولیاء، رؤیائے صالحہ، اصلاح قلب اور تصوف جیسے موضوعات پر عقلی و نقلی دلائل بیان فرمائے۔ اسی طرح انہوں نے بخاری شریف کی کتاب العلم کو موضوع بناتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی تشریعی حیثیت کے حوالے سے عقیدہ صحابہ کرامؓ، شان قاسمیت مصطفیٰ ﷺ، معرفت مقام مصطفیٰ ﷺ، زیارت روضہ رسول ﷺ اور عظمت و شان اولیاء کرام اور عقیدہ توسل کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔ اسی طرح آپ نے صحیح المسلم اور صحیح الترمذی، کتب صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث پر بھی دروسِ حدیث دیئے اور اُمت مسلمہ کے عقائد کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا۔ علاوہ ازیں موصوف نے کئی کتب حدیث کو بھی مدون فرمایا ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

١. **المنهاج السوى من الحديث النبوى ﷺ**

٢. **الأربعين فى فضائل النبى الأمين ﷺ**

٣. **الأربعين بشرى للمومنين فى شفاعة سيد المرسلين ﷺ**

٤. **البدر التمام فى الصلوة على صاحب الدنو و المقام ﷺ**

٥. **أحسن السبل فى مناقب الأنبياء و الرسل**

٦. **العقد الثمين فى مناقب أمهات المومنين**

٧. **غاية الإجابة فى مناقب القرابة** (اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب)

٨. **القول الوثيق فى مناقب الصديق** رضی اللہ عنہ

٩. **القول الصواب فى مناقب عمر ابن الخطاب** رضی اللہ عنہ

١٠. **روض الجنان فى مناقب عثمان بن عفان** رضی اللہ عنہ

١١. **كنز المطالب فى مناقب على بن أبى طالب** رضی اللہ عنہ

١٢. **السيف الجلى على منكر ولايت على** رضی اللہ عنہ (اِعلانِ غدیر)

١٣. **الدرة البيضاء فى مناقب فاطمة الزهراء سلام الله عليها**

١٤. **مرج البحرين فى مناقب الحسنين عليهما السلام**

۱۵. كنز الإنابة فى مناقب الصحابة (صحابہ کرام کے فضائل و مناقب)
۱۶. القول المعتبر فى الامام المنتظر علیہ السلام (امام مهدى علیہ السلام)
۱۷. روضة السالكين فى مناقب الأولياء و الصالحين
۱۸. الكنز الثمين فى فضيلة الذكر و الذاكرين
۱۹. العبدية فى الحضرة الصمدية (آداب وحقوقِ بندگی)
۲۰. اللباب فى الحقوق و الآداب (انسانی حقوق و آداب سے متعلق مجموعہ احادیث)
۲۱. البينات فى المناقب و الكرامات (اولیاء اللہ کے فضائل اور ظہورِ کرامت کا جواز)
۲۲. الصلاة عند الحنفية فى ضوء السنة النبوية (حضور نبی اکرم ﷺ کا طریقہ نماز)
۲۳. التصريح فى صلاة التراويح (بیس رکعت نمازِ تراویح کا ثبوت)
۲۴. الدعاء بعد الصلاة (نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کے جواز پر اَحادیث)
۲۵۔ الإنتباه للخوارج و الحروراء (گستاخان رسول ﷺ کے بارے میں منتخب احادیث نبوی)

حدیث پاک پر مندرجہ بالا علمی اور تحقیقی کام کے علاوہ ''جامع السنۃ'' کے نام سے ایک عظیم الشان اور شاہکار علمی ذخیرہ جمع کرنے کا کام زیر تکمیل ہے جس میں کم و بیش پچیس ہزار سے زائد احادیث مبارکہ درج ذیل موضوعات کے تحت نئی ترتیب اور مروجہ تخریج کے ساتھ مرتب ہونگی۔

۱. كتاب المناقب ۲. كتاب فضائل النبى ﷺ ۳. كتاب شمائل النبى ﷺ
٤. كتاب معجزات النبى ﷺ ۵. كتاب العقائد ٦. كتاب العبادات
۷. كتاب الأحكام ۸. كتاب الآداب ۹. مسند اهل البيت
۱۰. مسند الزواج النبى ﷺ ۱۱. مسند خلفاء الراشدين ۱۲. مسند الامام الاعظم ابى حنيفة
۱۳. كتاب الدعوات السبعة ١٤. كتاب فضائل الأماكن

''جامع السنۃ'' کے نام سے درج بالا مجموعہ حدیث میں سے پہلی جلد کتاب المناقب شائع ہوکر منظر عام پر آ چکی ہے جس کی نمایاں خصوصیات میں سے حدیث الباب اور ترجمۃ الباب کی مطابقت، سلیس اردو ترجمہ، جدید تحقیق و تخریج اور انتخاب حدیث میں موزوں اور صحیح ترین احادیث کا چناؤ قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی نئی تصانیف میں سے ایک تصنیف ان کا دہشت گردی کے خلاف مبسوط تاریخی فتویٰ پر مشتمل ہے جس کا عنوان'' دہشت گردی اور فتنۂ خوارج''ہے۔ یہ ۶۰۵ صفحات پر مشتمل ہے جو ایک ہی موضوع پر نہایت علمی و تحقیقی شاہکار ہے۔ اس کتاب کے صرف ابواب اور فصول کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دین

اسلام کے تصورامن وسلامتی پر کتنی جامع کتاب ہے۔ اس کتاب کے ۱۹ ابواب ہیں۔ پہلا باب اسلام کے معنی و مفہوم پر مشتمل ہے جس میں دلائل کے ساتھ اسلام کو دین امن وسلامتی ثابت کیا گیا ہے۔ دوسرا باب مسلمانوں کے قتل کی ممانعت پر مشتمل ہے۔ جس میں تین فصلیں قائم کی گئی ہیں۔ فصل اوّل کا عنوان ''مسلمانوں کے قتل کی ممانعت'' ہے ۔فصل دوم کا عنوان مسلمانوں کو اذیت دینے اور قتل کرنے کی سزا ہے ۔فصل سوم کا عنوان ''خودکشی فعل حرام ہے''۔ اسی طرح باب سوم کا عنوان ''غیرمسلموں کے قتلِ عام اور ایذا رسانی کی ممانعت'' ہے۔ باب چہارم کا عنوان ''دوران جنگ بھی غیرمسلموں کے قتلِ عام اور دہشت گردی کی ممانعت'' ہے۔ باب پنجم کا عنوان ''غیرمسلموں کے جان و مال اور عبادت گاہوں کا تحفظ'' ہے۔ جو تین فصلوں پر مشتمل ہے۔فصل اوّل میں عہدِ رسالتمآب ﷺاور عہدخلفائے راشدین میں غیرمسلم شہریوں کے تحفظ کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے جبکہ فصل دوم میں غیرمسلموں پر اپنا عقیدہ مسلط کرنے اور ان کی عبادت گاہیں منہدم کرنے کی ممانعت پر مشتمل ہے اور فصل سوم میں اسلامی ریاست میں غیرمسلم شہریوں کے بنیادی حقوق سے متعلق قواعد بیان کئے گئے ہیں ۔ باب ششم میں مسلم ریاست اورنظم اجتماعی کے خلاف مسلم بغاوت کی ممانعت کوتفصیل سے بیان کیا گیا ہے ۔یہ باب پانچ فصلوں پر مشتمل ہے ۔فصل اوّل کا عنوان ہے''بغاوت کیا ہے اور باغی کون ہوتا ہے؟۔''فصل دوم کا عنوان ہے'' جرم بغاوت کی سنگینی اور اس کی سزا''۔فصل سوم کا عنوان ہے'' فاسق حکومت کے خلاف قتال کی شرعی حیثیت۔'' فصل چہارم کا عنوان'' دہشت گردی اور بغاوت کے خلاف ائمہ اربعہ و دیگراکابرین اُمت کےفتاوی''۔فصل پنجم کا عنوان ہے'' باغیوں کے بارے میں معاصر سلفی علماء کے فتاویٰ۔ باب ہفتم میں فتنہ خوارج اورعصر حاضر کے دہشت گردوں کے بارے میں تحقیق کی گئی ہے ۔ یہ باب چارفصلوں پر مشتمل ہے ۔فصل اوّل کا عنوان ہے۔ ''فتنۂ خوارج کا آغاز'' عقائد ونظریات اور بدعات۔فصل دوم کا عنوان ہے'' دہشت گردخوارج کے بارے میں فرامین رسول ﷺ '' فصل سوم کا عنوان ہے'' خوارج کی تکفیر اور وجوبِ قتل پر آئمہ دین کی تصریحات'' فصل چہارم عنوان ہے ۔''عصرِ حاضر کے دہشت گرد خوارج ہیں'' باب ہشتم میں مسلم ریاست میں اعلاء کلمۂ حق کا پرامن منہاج بیان کیا گیا ہے جبکہ آخری باب نہم دعوتِ فکر و اصلاح پر مشتمل ہے ۔جس میں اہلِ اقتدار ، عالمی طاقتوں اور وارثانِ منبر ومحراب اوراہل خانقاہ سے التماس توجہ خصوصی کی گزارش کی گئی ہے۔

اس فتویٰ نے دین اسلام کے روشن چہرہ پر لگے ہوئے دہشت گردی کے بدنما داغ کودھودیا۔مسلمانوں کوقرآن وسنت کی اصلیت سے روشناس کروایا اور انسانیت کوبھی دہشت گردی کی دہکتی آگ سے نجات دلانے کی بھرپورکوشش کی۔

☆☆☆☆☆

# رمضان المبارک

# رحمت و برکت اور بخشش و مغفرت کا مہینہ

اسماء اسلام

اللہ رب العزت وہ عظیم ذات ہے جس کی رحمت اور مغفرت کے دروازے ہر وقت ہر ایک کے لئے کھلے رہتے ہیں اور اس کی رحمت کا دریا ہر وقت موجزن رہتا ہے۔ اس کی رحمت کا سائباں ہر وقت اپنے بندوں پر سایہ فگن رہتا ہے اور مخلوق کو اپنی رحمت کے سائے میں لئے رکھنا اس عظیم ہستی کی شان کریمی ہے۔ وہ رحمٰن و رحیم ذات اپنی کمزور اور بے بس مخلوق پر کرم فرمانے، گناہگار بندوں کی خطاؤں کو معاف فرمانے اور انعامات سے نوازنے کے بہانے تلاش کرتی ہے۔

اللہ رب العزت نے بعض چیزوں کو بعض پر فضیلت دی ہے جس طرح مدینہ منورہ کو تمام شہروں پر، مسجد حرام کو تمام مساجد پر، ایک مومن کو تمام انسانوں پر، ایک ولی کو تمام مومنوں پر، ایک صحابی کو تمام ولیوں پر، نبی کو تمام صحابہ پر، رسول کو تمام نبیوں پر اور رسولوں میں تاجدار کائنات سرور کونین ﷺ کو خاص فضیلت اور مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ اسی طرح قبولیت کی ساعت کو تمام ساعتوں پر، جمعہ کے دن کو تمام دنوں پر، لیلۃ القدر کو تمام راتوں پر اور ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر خاص اہمیت و فضیلت حاصل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''پس تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے''۔

## فضیلتِ ماہِ رمضان

رمضان المبارک میں بارگاہ الٰہی سے رحمتوں اور برکتوں کی بارش ہوتی ہے اس کا ہر لحظہ انوار و تجلیات اور رحم و کرم لئے ہوتا ہے۔ اس ماہ مقدس میں اللہ تعالیٰ کے خزانے مومنوں کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔ دستِ سوال دراز کرنے والے کی جھولی بھر دی جاتی ہے۔ سوالی گو ہر مراد سے اپنا دامن بھر بھر تھک تو سکتے ہیں مگر دینے والے داتا کے خزانوں میں کمی نہیں آتی ہے۔

''حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک دن فرمایا جبکہ رمضان شروع ہو چکا تھا: تمہارے پاس برکتوں والا مہینہ آ گیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ لیتا ہے، رحمت نازل فرماتا ہے، گناہوں کو مٹاتا ہے اور دعائیں قبول فرماتا ہے، اس مہینے میں اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر نظر فرماتا ہے اور تمہاری وجہ

سے اپنے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ بدبخت ہے وہ شخص جو اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا‘‘۔

ماہ مبارک کے آغاز کے ساتھ ہی رحمت خداوندی پے در پے نازل ہوتی ہے اور بندوں کے نیک اعمال اور دعائیں کسی رکاوٹ کے بغیر قبول ہوتی ہیں۔ روزہ دار ایسے اعمال کی طرف راغب ہوتا ہے جو جنت میں داخل ہونے کا باعث ہیں۔ ایسے افراد جو رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور راتوں کو قیام کرتے ہیں تو ان کے تمام صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور کبیرہ گناہوں کی معافی کی امید رکھی جاسکتی ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص بحالت ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں‘‘۔

رمضان المبارک کی پرنور ساعتوں کے آغاز کے ساتھ ہی ہر شخص نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے اور رب کائنات کی رحمت کی برسات کا نزول ہر خاص و عام پر ہوتا ہے اور ذات باری تعالیٰ ہر شخص کو اپنے سایہ رحمت سے ڈھانپ لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عبادت اور ذکر و اذکار میں مشغول دیکھ کر فخر کرتا ہے۔ دست دعا بلند کرنے والوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ گناہوں کی بخشش کے طلبگاروں کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اور رب کائنات کی رحمت کی عنایت معمول سے کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے اور ہر نیکی کا ثواب دس گناہ سے لے کر سات سو گنا تک ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا عطا کرتا ہوں‘‘۔

## ماہ رمضان میں برکتوں اور رحمتوں کا نزول

رمضان المبارک کی نورانی اور پاکیزہ ساعتیں عالم افق پر سایہ فگن ہیں۔ اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول بے حد اور بے حساب ہوتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ نوافل ادا کرنے والے کو فرائض کا ثواب عطا کرتے ہیں اور رب کائنات اپنے بندوں سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ وہ سوال کرے تو اسے عطا کیا جائے۔ ہے کوئی مغفرت کا طلبگار کہ وہ مغفرت طلب کرے تو اسے بخش دیا جائے، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے۔ وہ بندہ نواز اپنے بندوں کو نوازنے اور انہیں معاف کرنے کے بہانے تلاش کرتا ہے۔ رمضان المبارک میں رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا اندازہ اس حدیث مبارکہ کی روشنی سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

’’حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطان (زنجیروں میں) جکڑ دیئے جاتے ہیں‘‘۔

شیاطین کا کام لوگوں کو بہکانا، برائی کی طرف مائل کرنا اور اچھے کاموں سے روکنا ہے۔ رمضان

المبارک کے آغاز کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیاطین پابند سلاسل کردیئے جاتے ہیں۔ ماہ مبارکہ میں اس کے ظالمانہ کام روک دیئے جاتے ہیں اور لوگوں کی اکثریت اللہ کی طرف رجوع کرتی ہے۔ گناہوں میں منہمک رہنے والے افراد کی اکثریت نیکی کی طرف مائل ہوجاتی ہے۔ نماز پڑھنے لگتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت اور ذکرو اذکار کی محافل میں شریک ہونے لگتے ہیں جن گناہوں کا علی الاعلان ارتکاب کیا جاتا تھا اس سے باز آجاتے ہیں گویا نیک کام کرنے کے لئے سازگار ماحول پیدا ہوجاتا ہے۔

## نزولِ قرآن

رمضان المبارک کی سب سے اہم فضیلت اور برکت یہ ہے کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا جو کل انسانیت کے لئے نہ صرف خیرو برکت کا موجب ہے بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور سرچشمہ رشد و ہدایت بھی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا''۔

## شب قدر اور اس کی فضیلت

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو خیرو برکت اور قدر و منزلت کی حامل ہے۔ اللہ رب العزت نے سورۃ القدر میں لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اسے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اس رات جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اترتے ہیں اور ہر شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ کی عبادت میں مشغول ہو۔ جس شخص کی یہ ایک رات عبادت میں گزری گویا اس نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارے۔ اس رات کی جانے والی عبادت کو ہزار مہینوں کی عبادت سے اس لئے افضل قرار دیا گیا ہے جب رسول اللہ ﷺ کو سابقہ لوگوں کی عمروں سے آگاہ فرمایا گیا تو آپ نے ان کے مقابلے میں اپنی امت کے لوگوں کی عمر کو کم دیکھتے ہوئے یہ خیال فرمایا کہ میری امت کے لوگ اتنی کم عمر میں سابقہ امتوں کے برابر عمل کیسے کرسکیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمادی جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ القدر کی ساعتوں میں عبادت و اطاعت کی تلقین فرمائی ہے اور اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا ہے کہ عبادت سے محض اللہ کی خوشنودی مقصود ہو ریاکاری یا بدنیتی کا عنصر نہ ہو اور آئندہ کے لئے یہ عہد کرلے کہ وہ برائی کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ ایسے شخص کے لئے یہ رات مغفرت کی نوید بن کر آتی ہے۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جو ماہ تم پر آرہا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو۔

شب قدر کو تمام عالم اسلام سے مخفی رکھا گیا ہے تاکہ اس کی تلاش میں متعدد راتیں عبادت میں گزریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے بندے راتوں کو جاگ کر عبادت کریں اور اس کے تعین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو'۔

## رمضان المبارک کے روزوں کی فضیلت

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ کی رحمتوں کا موسم بہار ہے اس مہینے کو جو خصوصیات عطا فرمائی ہیں اور اسے جن انوار و برکات سے نوازا ہے اس کا شمار انسان کے لئے ممکن نہیں اس لئے اس ماہ مبارک سے منسلک عبادات کا نعم البدل موجود نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے رمضان المبارک کے جو فضائل اور برکات مقرر کئے ہیں اس سے یہی غرض سامنے آتی ہے کہ اس ماہ مبارک کا ہر لمحہ اور ہر گھڑی عبادت و ریاضت میں گزرے لیکن حاجت بشریہ میں گھرے ہوئے انسان کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ اپنے بشری تقاضوں سے علیحدہ ہوکر ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مشغول ہوجاتا اس لئے انسانوں کے ضعف اور ان کی ضروریات طبعیہ پر نظر کرم فرماتے ہوئے رب کائنات کی رحمت نے دستگیری فرمائی اور اس ماہ مبارک میں ایسے انداز عبادت کو فرض کے طور پر متعین فرمادیا کہ انسان اس عبادت کے ساتھ اپنی ضروریات و حوائج میں بھی مصروف رہ سکتا ہے اور عین اس خاص طریقہ عبادت میں بھی مصروف ہوسکتا ہے۔ اس خاص طریقہ عبادت کو روزہ کہا جاتا ہے جسے اس ماہ فرض کیا گیا ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ انسان روزہ رکھ کر اپنے ہر کام احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے روزے کی فرضیت کے بارے میں بلا امتیاز مرد و زن تمام اہل ایمان سے ارشاد فرمایا ہے:

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ''۔ (البقرہ)

روزہ ایک حسین اور پوشیدہ عبادت ہے اس میں دیگر ظاہری عبادات، نماز، زکوٰۃ اور صدقہ و خیرات کی نسبت ریاکاری کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔ دوسری عبادات کا حال لوگوں کو معلوم ہوسکتا ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے اس لئے روزے کو اللہ تعالیٰ نے خالص اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

''بنی آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزہ کے روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں''۔

## روزہ داروں کے لئے دروازہ

جنت میں انسانوں کے اعمال کے اعتبار سے کئی دروازے ہیں۔ دنیا میں کئے جانے والے نیک اعمال کے بدلے میں جنت میں اس عمل کے دروازے سے داخل کیا جائے گا۔ باب الریان جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو روزہ داروں کے لئے مخصوص ہے جس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔

''حضرت سہیل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا

جاتا ہے۔ قیامت کے دن روزہ دار اس میں سے داخل ہوں گے اور ان کے سوا اس دروازے سے کوئی داخل نہیں ہوگا۔

## گناہوں کی بخشش و مغفرت

ماہ مبارک میں روزہ دار مخصوص اوقات میں کھانا پینا اور نفسانی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ترک کر دیتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے بدلے میں بے پناہ اجر و ثواب سے نوازتا ہے اور اس کے تمام سابقہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے حدیث مبارکہ میں ہے:

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص ایمان اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا''۔

## رحمت خداوندی کا نزول

ماہ مبارک میں روزہ دار اپنی عبادت و ریاضت کے ذریعے رحمت خداوندی سے مستفید ہوتے ہیں اور جھولیاں بھر بھر کر مراد پاتے ہیں۔ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں جس سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو قید کر کے نیکیوں کے لئے سازگار ماحول پیدا کر دیا ہے تاکہ انسانوں کے لئے ترک اطاعت اور گناہوں کے کرنے کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے اور اگر کوئی شخص ایسے سازگار ماحول میں بھی اپنی بخشش و مغفرت نہ کروا سکے تو یہ اس کی کم بختی اور بدنصیبی ہوگی۔ حدیث مبارکہ میں ایسے شخص کو بدنصیب کہا گیا ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جس نے رمضان کا مہینہ پایا لیکن اس کی بخشش نہ ہوئی۔ اگر اسکی (مغفرت کے) مہینہ میں بخشش نہ ہوئی تو پھر) کب ہوگی؟

## ذریعہ شفاعت

روزہ اور تلاوت قرآن پاک انسان کے ایسے اعمال ہیں جو بندوں کے حق میں شفاعت کریں گے۔ اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن قیامت کے روز بندہ مومن کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا اے اللہ! دن کے وقت میں نے اس کو کھانے اور شہوت سے روکے رکھا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے رات کو اسے جگائے رکھا پس اسکے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی''۔

## رمضان المبارک میں معمولات نبوی ﷺ

حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے مہینے سے بے پناہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ رمضان المبارک

کا اہتمام ماہ شعبان میں روزوں کی کثرت سے ہوجایا کرتا تھا۔ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو حضور ﷺ دعا فرمایا کرتے: ’’اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان بابرکت بنادے اور ہمیں رمضان نصیب فرما‘‘۔ نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کو خوش آمدید کہہ کر اس کا استقبال کرتے اور صحابہ کرامؓ کو مبارک بادپیش کرتے تھے۔

## سحر و افطار کا معمول

نبی کریم ﷺ روزے کا آغاز سحری کھانے سے فرمایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو تاکید فرمائی ہے کہ سحری ضرور کھایا کرو خواہ وہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔ آپ ﷺ کا زندگی بھر یہ معمول رہا ہے کہ سحری آخری وقت میں تناول فرماتے اور افطاری کرنے میں جلدی کیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لوگ بھلائی پر رہیں گے جب وہ روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ اکثر اوقات کھجور سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے اگر وہ میسر نہ ہوتی تو پانی سے افطار فرما لیتے تھے۔ حضرت سلیمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی روزہ دار افطار کرے تو اسے چاہئے کہ کھجور سے کرے کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے کیونکہ پانی پاک ہوتا ہے۔

## قیامِ رمضان

نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کا ہر ایک لمحہ عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا تھا لیکن کثرت ذکر اور عبادت کے باوجود آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں جب بھی رمضان کا مبارک مہینہ طلوع ہوتا تو رمضان کی راتوں میں تواتر کے ساتھ قیام کرتے اور نماز، تسبیح و استغفار اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی آپ ﷺ اپنا بستر مبارک لپیٹ دیتے اور رمضان المبارک کے ختم ہونے تک اپنے بستر مبارک پہ تشریف نہ لاتے۔ نماز عشاء ادا کر لینے کے بعد آپ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ ساری رات تسبیح و تحمید اور ذکر الٰہی میں گزار دیتے اور اہل خانہ اور صحابہ کرامؓ کو فرمایا کرتے تھے کہ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں نوافل ادا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ فرضوں کا ثواب عطا کرتا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب ماہ رمضان شروع ہوجاتا تو حضور نبی اکرم ﷺ اپنا کمر بند کس لیتے پھر آپ اپنے بستر مبارک پر تشریف نہیں لاتے تھے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔

## ختمِ قرآن

حضور نبی کریم ﷺ کا رمضان المبارک کے دوران ایک بار ختم قرآن معمول رہا ہے اور آپ نے اپنی امت کو بھی اسی اعتدال پر چلنے کی تعلیم و تلقین فرمائی ہے۔ اسلام ایک سادہ اور فطرت سے ہم آہنگ دین ہے اور تعلیمات نبوی ﷺ میں بھی اسی فطری سادگی کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے دین

میں تنگی پیدا نہ کرو اسی لئے ہر امتی کی سہولت کے پیش نظر آپ ﷺ ماہ رمضان میں ایک بار قرآن پاک ختم کرنے کے معمول پر زندگی بھر کاربند رہے۔

ہر رمضان میں رات کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن پاک کا دور کرنے کے لئے آقائے دو جہاں سرور کونین ﷺ کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لاتے جہاں باری باری ان دونوں ہستیوں میں سے ایک کلام پاک کی تلاوت کرتی تو دوسری سماعت فرماتی۔ یہ معمول ہر رمضان جاری رہا یہاں تک کہ وصال مبارک سے پہلے آخری رمضان آیا تو آپ ﷺ نے سابقہ معمول کے برعکس دو مرتبہ قرآن پاک کا حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ قرآن حکیم کا دور کیا۔

## کثرت صدقات و خیرات

حضور نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ کثرت کے ساتھ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ کوئی سوالی آپ کے در سے خالی نہیں لوٹتا تھا لیکن رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی جود وسخا باقی مہینوں کی نسبت کئی گنا بڑھ جاتی۔ اس ماہ صدقہ و خیرات میں اتنی کثرت ہوجاتی کہ ہوا کے تیز جھونکے بھی اس کا مقابلہ نہ کرسکتے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت جبرائیلؑ آجاتے تو آپ کی سخاوت کی برکات کا مقابلہ تیز ہوا نہ کرپاتی حضرت جبرائیلؑ عام دنوں کی نسبت کثرت سے آتے تھے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ ان کے آنے کی خوشی میں صدقہ وخیرات بھی کثرت سے کرتے تھے۔

## معمول اعتکاف

رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ باقاعدگی کے ساتھ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ زیادہ تر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ آخری عشرے کے علاوہ رمضان المبارک کے پہلے اور دوسرے عشرے میں بھی اعتکاف فرمایا لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ کو آگاہ فرمادیا گیا کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ آخری عشرے میں ہی اعتکاف فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ ﷺ کے معمول اعتکاف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جاملے۔ ☆☆☆☆☆

## مبارکباد

محترمہ ساجدہ صادق ناظمہ تنظیمات کو ہم رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ انہیں زندگی کے نئے سفر میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرے۔

(منجانب: منہاج القرآن ویمن لیگ، دختران اسلام)

# اجتماعی اعتکاف کی حکمت و فلسفہ

مرتبہ: فریدہ سجاد

اعتکاف عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی ''خود کو روک لینا، بند کر لینا، کسی کی طرف اس قدر توجہ کرنا کہ چہرہ بھی اُس سے نہ ہٹے'' وغیرہ کے ہیں۔ (ابن منظور، لسان العرب، ۹: ۲۵۵)

اصطلاح شرع میں اس سے مراد ہے انسان کا علائقِ دنیا سے کٹ کر خاص مدت کے لئے عبادت کی نیت سے مسجد میں اس لئے ٹھہرنا تا کہ خلوت گزیں ہو کر اللہ کے ساتھ اپنے تعلقِ بندگی کی تجدید کر سکے۔

اعتکاف بیٹھنے کی فضیلت پر کئی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔ اِن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''وہ (یعنی معتکف) گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اُسے عملاً نیک اعمال کرنیوالے کی مثل پوری پوری نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔'' (ابن ماجہ، السنن، کتاب الصیام، باب فی ثواب الاعتکاف، ۲: ۳۷۶، رقم: ۱۷۸۱)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ عزوجل، جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ، كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ.**

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۷: ۲۲۱، رقم: ۷۳۲۶

۲۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۳: ۴۲۵، رقم: ۳۹۶۵

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۱۹۲

''جو شخص اللہ کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کرتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کر دیتا ہے۔ ہر خندق مشرق سے مغرب کے درمیانی فاصلے سے زیادہ لمبی ہے۔''

۳۔ حضرت علی (زین العابدین) بن حسین اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِي رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَ عُمْرَتَيْنِ.**

(بیہقی، شعب الإیمان، باب الاعتکاف، ۳: ۴۲۵، رقم: ۳۹۶۶)

”جس شخص نے رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف کیا، اس کا ثواب دو حج اور دو عمرہ کے برابر ہے۔“

## مسنون اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

**أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.**

(ابن ماجه، السنن، کتاب الصيام، باب فی المعتكف يلزم مكانًا من المسجد، ۲: ۳۷۳، رقم: ۱۷۷۳)

”حضور نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔“

شریعت کی رو سے مسنون اعتکاف کا آغاز بیس رمضان المبارک کی شام اور اکیس کے آغاز یعنی غروب آفتاب کے وقت سے ہوتا ہے اور عید کا چاند دیکھتے ہی اعتکاف ختم ہوجاتا ہے۔ چاند چاہے انتیس تاریخ کا ہو یا تیس کا، دونوں صورتوں میں سنت ادا ہوجائے گی۔

## اعتکاف کی شرائط

اعتکاف بیٹھنے کی شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا۔

۲۔ اعتکاف کی نیت کرنا۔

۳۔ حدث اکبر (یعنی جنابت) اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

۴۔ عاقل ہونا۔

۵۔ مسجد میں اعتکاف کرنا۔

۶۔ اعتکاف واجب (نذر) کے لئے روزہ بھی شرط ہے۔

## اجتماعی اعتکاف کی شرعی حیثیت

نامور فقیہ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں کہ اعتکاف میں اجتماعی نوعیت کے معاملات کے جواز اور عدمِ جواز

میں اختلاف کی بنیادی وجہ اعتکاف کے معنی کی تعیین ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

**فمن فهم من الإعتكاف حبس النفس على الأفعال المختصة بالمساجد، قال:لا يجوز للمعتكف إلا الصلاة و القراء ة، و من فهم منه حبس النفس على القرب الأخروية كلها أجاز له غير ذلك.**

(ابن رشد ،بداية المجتهد، ۱: ۳۱۲)

’’جس نے اعتکاف کا معنی مسجد میں مخصوص افعال پر اپنے نفس کو روک لینا سمجھا، اس نے معتکف کے لیے صرف نماز اور قراءتِ قرآن کو مشروع قرار دیا؛ اور جس نے اعتکاف سے مراد نفس کو دوسروں کے قرب سے بچائے رکھنا لیا اس نے لوگوں سے میل جول کے علاوہ ان تمام امور کو مشروع قرار دیا۔‘‘

## عصرِ حاضر اور مقاصدِ اِعتکاف

اس میں شک نہیں کے اعتکاف کا مقصد نفس کی اصلاح، برائیوں سے اجتناب اور خلوت کا حصول ہے۔مگر یہ بھی ایک قابلِ لحاظ امر ہے کہ کوئی بھی عمل جب تک کسی مستحکم بنیاد پر قائم نہ ہو، ثمر آور اور دیرپا نہیں ہو سکتا۔ اورعلم ہی کسی عمل کو مستحکم بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے دوران اعتکاف تعلیم وتعلم کو ایک اجتماعی عمل ہونے کے باوجود تمام ائمہ فقہ نے جائز قرار دیا ہے کیونکہ بغیر علم کے ریاضت ومجاہدہ کسی منزل تک نہیں پہنچا سکتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ.**

(ابو داود، السنن، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ۱: ۸۱، رقم: ۲۲۲)

’’ایک فقیہ، شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔‘‘

دور حاضر میں ہمیں اِسلام وراثت میں ملا ہے، ہم نے اس کے لئے کوئی کاوش اور محنت نہیں کی، والدین مسلمان تھے تو ہم بھی مسلمان کہلائے۔لیکن اصل صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارے عوام کی ایک قابلِ ذکر تعداد کوکلمہ تک یادنہیں، اور اگر کلمہ آتا ہے تو اس کے معنی کا علم نہیں، اور اگر بالفرض معنی معلوم ہے تو اس کے تقاضوں کا علم نہیں۔

قرآن کریم کی تلاوت کو **افضل العبادات** قرار دیا گیا ہے اور تلاوت قرآن اعتکاف کے بنیادی معمولات میں سے ہے، لیکن ہمارے عوام کی ایک قابلِ ذکر تعداد صحت لفظی کے ساتھ قرآن نہیں پڑھ سکتی۔ ان حالات میں انفرادی عبادات پر حد سے زیادہ زور دینا اور گنے چنے چند وظائف کرنے میں دس دن گزار دینا اعتکاف کا منشاء ہے نہ اس سے اعتکاف کا مقصد حاصل ہوتا ہے۔

ہماری اجتماعی صورتِ حال اور دور حاضر کے تقاضوں کے پیشِ نظر اعتکاف میں فرد کی تربیت اور اصلاحِ

معاشرہ سے تعلق رکھنے والے اجتماعی اُمور مجرد وظائف اور تسبیحات سے زیادہ اہم اور ضروری ہو چکے ہیں۔ ویسے بھی جب معاشرہ کلیتًا برائی اور بے راہ روی کا شکار ہوتو اس صورت میں اَحکام بدل جاتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

**إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِذَنْبِ الْخَاصَّةِ. وَلَكِنْ إِذَا عُمِلَ الْمُنْكَرُ جِهَارًا اسْتَحَقُّوا الْعُقُوبَةَ كُلُّهُمْ.** (مالک، الموطأ، ۲: ۹۹۱، رقم: ۲۳)

''بے شک اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کے سبب عامۃ الناس کو عذاب نہیں دیتا۔ لیکن جب اِعلانیہ برائی کی جانے لگےتو (خاص و عام) سب لوگ بلا امتیاز عذاب کے مستحق بن جاتے ہیں۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ عزوجل نے جبریل علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں فلاں شہر کو اس کے باشندگان سمیت پلٹ دو (تباہ و برباد کر کے رکھ دو)۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! ان میں تیرا وہ بندہ بھی ہے جس نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ اِس پر رب تعالیٰ نے فرمایا:

**أَقْلِبْهَا عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ.**

(۱) ۱۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۶: ۹۷، رقم: ۷۵۹۵

۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۷: ۳۳۶، رقم: ۷۶۶۱

''اس شہر کو ان پر پلٹ دے کیونکہ اس شخص کا چہرہ کبھی ایک گھڑی بھی میری خاطر (برائی کو دیکھ کر) متغیر نہیں ہوا۔''

اس حدیث مبارکہ میں مجرد ذکر و عبادت میں مشغولیت کی وجہ سے مخلوقِ خدا کے اَحوال کی درستگی سے عدم دلچسپی پر وعید بیان کی گئی ہے۔ اور دعوت و تبلیغ کا یہ فریضہ اُسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب انسان انفرادی ذکر و اَذکار کو ہی کل نہ سمجھے بلکہ دعوت و تبلیغ اور اصلاحِ اَحوالِ اُمت کے نبوی فریضہ کو بھی عبادت جانتے ہوئے اپنے معمولات میں سے اسے خصوصی وقت دے۔ اس لئے تعلیم و تعلم، قرآن سیکھنے سکھانے اور اصلاح نفس جیسے دیگر امور جن کا تعلق دیگر افراد سے ہو، اعتکاف میں جائز اور مستحسن ہیں؛ اور یہی راجح قول ہے۔

## اِعتکاف میں طویل خاموشی اختیار کرنا

خاموشی حکمت کا پیش خیمہ اور زبان کی حفاظت کا سب سے قوی اور آزمودہ ہتھیار ہے اور قرآن و حدیث میں اس کے بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں مگر خاموشی کو اس طرح افضل جاننا کہ واجب کلام بھی ترک کر

دیا جائے، حرام کے دائرے میں چلا جاتا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خاموشی سے بہتر ہونے پر آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جس میں ایک عورت نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میں جمعہ کا روزہ رکھوں اور اس دن کسی سے بھی کلام نہ کروں؟ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

**لا تصم يوم الجمعة إلا في أيام هو أحدها أو في شهر، وأما أن لا تكلم أحداً فلعمري! لأن تكلم بمعروف وتنهى عن منكر خير من أن تسكت.**

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۲۴، رقم: ۲۲۰۰۴

۲۔ الطبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۴۴، رقم: ۱۲۳۲

”صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھو بلکہ اس طرح ایام کا انتخاب کرو کہ جمعہ کا دن ان میں آجائے یا پھر یہ کہ مہینے کے روزے ہوں تو جمعہ بھی ان میں آجائے۔ جہاں تک کلام نہ کرنے کی بات ہے تو مجھے میری عمر کی قسم! نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا تمہارے خاموش رہنے سے زیادہ بہتر ہے۔“

## اِجتماعی اِعتکاف کی مثالیں

امت مسلمہ کے موجودہ حالات کے پیش نظر جہاں اجتماعی اعتکاف کے فلسفہ کی بات کی جارہی ہے وہیں اِجتماعی اعتکاف کی کئی مثالیں بھی ہمارے سامنے آتی ہیں۔ وہ لوگ جو کچھ عرصہ قبل تک اسے بدعت قرار دیتے تھے اب خود اِس پر عمل پیرا ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بندۂ مومن کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ سے عطا شدہ فراست کے پیش نظر آنے والے حالات کو قبل اَز وقت بھانپ لیتا ہے، جب کہ کچھ لوگوں کو یہ شعور بعد میں نصیب ہوتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اصل حقیقت سب پر آشکار ہوجاتی ہے۔

## (۱) حرمین شریفین میں اِعتکاف

فی زمانہ حرمین شریفین میں دنیا کا سب سے بڑا اجتماعی اعتکاف ہوتا ہے۔ ان مقاماتِ مقدسہ پر ہزارہا اہل اِسلام رمضان المبارک میں اعتکاف کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ اعتکاف کے لئے جگہ مخصوص کی جاتی ہے مگر خیمے وغیرہ نصب نہیں کیے جاتے اور نہ ہی چادریں وغیرہ تانی جاتی ہیں۔ اِس اجتماعی اِعتکاف میں ہر وقت اِجتماعی درسِ قرآن اور درسِ حدیث بھی ہوتے ہیں، ہمہ وقت پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اور تجویدِ قرآن کے حلقات بھی منعقد ہوتے ہیں۔ نیز دروسِ فقہ بھی ہوتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ حرمِ کعبہ میں

معتکفین طواف بھی کرتے ہیں جو کہ بھیڑ کے ماحول میں ہی ہوتا ہے۔ گویا جلوت میں خلوت کا ماحول ہوتا ہے۔

## ۲۔ تحریک منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام منعقدہ اعتکاف

تحریک منہاج القرآن اُمت مسلمہ کی ایک ایسی تجدیدی و احیائی تحریک ہے جس نے آنے والے مسائل کا قبل اَز وقت اِدراک کر کے اُمت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اِس کی بانی قیادت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اُمت کو روایتی اُصولوں سے ہٹ کر ایک نئی سوچ وفکر اور بیدار مغز دیا ہے۔

تحریک منہاج القرآن کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ اس نے فرد کے درِ قلب پر دستک دی ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے چہارگانہ فرائض نبوت - تلاوتِ قرآن؛ تزکیہ نفوس؛ تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کی پیروی کرتے ہوئے ہر محاذ پر جد و جہد کی ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے روحوں کا زنگ اتار کر دلوں کا میل بھی دھو دیا ہے۔ اِسی مقصد کے لئے جامع المنہاج میں تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام اجتماعی اعتکاف کا غیر روایتی تصور بھی ہے۔ رمضان کے آخری عشرے میں مسنون اعتکاف اور اعتکاف برائے تربیت کی سوچ قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ذہن رسا میں بہت پہلے سما چکی تھی جس کا عملی اظہار تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر واقع جامع مسجد میں بھی ہوتا رہا۔ اعتکاف تو وہ ہر سال ہی بیٹھتے تھے، ۱۹۹۰ء میں جب وہ تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر واقع جامع مسجد میں اعتکاف بیٹھے تو ان کے ساتھ ۵۰ افراد بھی گوشہ نشیں ہوئے۔ اِس سے ان کے ذہن میں موجود اجتماعی اعتکاف کے تصور نے حقیقت کا روپ دھار لیا، ۱۹۹۱ء میں یہ تعداد مزید بڑھی تو اس مسجد کی وسعت تنگ محسوس ہونے لگی، ۱۹۹۲ء میں جب بغداد ٹاؤن میں موجود جامع المنہاج باقاعدہ اجتماعی اعتکاف کے انعقاد کی مستقل جگہ قرار پائی تب معتکفین کی تعداد ۵۰۰ ۱تھی۔ لیکن آج بفضلہٖ تعالیٰ تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے اجتماعی اعتکاف میں ہر سال معتکف ہونے والے فرزندانِ اِسلام کی تعداد پچیس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور اِس میں مرد و زَن ہر دو ذوق وشوق سے شریک ہوکر اپنی باطنی طہارت اور علمی حلاوت کا سامان کرتے ہیں۔ خواتین کے لیے منہاج کالج برائے خواتین میں اجتماعی اعتکاف کا الگ انتظام کیا جاتا ہے۔

معمولاتِ اِعتکاف کے مطابق اِس شہرِ اِعتکاف میں حلقہ ہائے ذکر و درود بھی منعقد ہوتے ہیں؛ درسِ فقہ کی نشستیں بھی ہوتی ہیں اور دروسِ قرآن و حدیث بھی ہوتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر مجددِ رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے علمی وفکری اور روحانی موضوعات پر مشتمل خطبات و دروس حاضرین وسامعین کی ذہنی و باطنی جلا کا سامان فراہم کرتے ہیں اور ان کے تزکیہ قلوب ونفوس کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات

بلامبالغہ کہی جا سکتی کہ تحریک منہاج القرآن ایک تجدیدی تحریک ہونے کے ناطے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اِعتکاف کا صحیح تصورعوام کے سامنے پیش کر رہی ہے۔

اجتماعی اعتکاف کے فضائل وثمرات درج ذیل ہیں:

۱۔ اجتماعی اعتکاف میں باقاعدہ نظام الاوقات کے تحت نماز پنجگانہ، تہجد، چاشت، اوّابین، اوراد و وظائف، حمد و نعت خوانی، دروس ہائے قرآن و حدیث، حلقہ ہائے فقہ و تصوف، تربیتی لیکچرز، حلقہ ہائے فقہ و تصوف، خوفِ خدا، فکرِ آخرت، اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کی شمع دلوں میں فروزاں کرنا، جدید ترین علمی و روحانی پیچیدگیوں کا قرآن وسنت اور عقل سلیم کی روشنی میں تسلی بخش حل بتایا جاتا ہے۔ انفرادی اعتکاف میں اِن تمام فوائد کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔

۲۔ علماء، اولیاء، صوفیاء اور ائمہ دین کی سنگت و زیارت، ان سے مسلسل فیوض و برکات کا حصول، قرآن و سنت اور فقہ (قانون) کی بیش بہا معلومات اجتماعی اعتکاف کی منفرد خصوصیات میں سے ہیں۔

۳۔ اجتماعی اعتکاف میں اوراد واذکار، درود وسلام، گریہ و زاری، توبہ و استغفار اور عبادت کی زبانی ہی نہیں بلکہ عملی مشق کروائی جاتی ہے۔

۴۔ اجتماعی اعتکاف میں چند دن کے فیوض و برکات کی رحمت و برکت، تعلیم وتربیت اور ذوق وشوق کے وہ نقوش قلب و ذہن پر منقش ہو جاتے ہیں جن سے قلب و ذہن کے آئینے ہمیشہ چمکتے دمکتے رہیں گے۔ تنہا اعتکاف میں یہ سب کچھ کہاں میسر ہوتا ہے۔

## خواتین کا اجتماعی اعتکاف بیٹھنا

اگر ان کے لیے باپردہ اور باحفاظت انتظام ہو اور اعتکاف کے ساتھ ساتھ مزید تعلیم وتربیت اور تزکیہ وتصفیہ کا اہتمام ہوتو خواتین اجتماعی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں۔ بعض بڑی مساجد اور مراکز پر الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں مرد وخواتین الگ الگ باپردہ باحفاظت اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ شب و روز کے معمولات کے لئے ایک نظام الاوقات مہیا کیا جاتا ہے۔ تعلیم اور تربیت وتزکیہ کا یہ انتظام واہتمام ہر مسجد میں نہیں ہوسکتا۔

علامہ ابن نجیم حنفیؒ عورت کے مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

**ان إعتکافھا فی مسجد الجماعۃ جائز.**

''بے شک عورت کا جماعت والی مسجد میں اعتکاف جائز ہے۔''

علامہ کاسانی کی بدائع الصنائع کے حوالہ سے آپ مزید لکھتے ہیں:

**ان اعتکافھا فی مسجد الجماعۃ صحیح بلا خلاف بین أصحابنا.**

(ابن نجیم، البحر الرائق، ۲: ۳۲۴)

’’عورت کا مسجدِ جماعت میں اعتکاف بیٹھنا درست ہے۔ اس میں ہمارے ائمہ احناف کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔‘‘

علامہ ابن عابدین شامی **رد المحتار** میں عورت کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہیں ساتھ ہی **بدائع الصنائع** کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

**صرح فی البدائع بأنه خلاف الأفضل.** (ابن عابدین شامی، رد المحتار، ۲: ۴۴۱)

’’**البدائع و الصنائع** میں علامہ کاسانی نے تصریح فرمائی ہے کہ مسجد میں عورت کا اعتکاف بیٹھنا خلافِ افضل ہے۔‘‘

مراد یہ ہے کہ مسجد کی نسبت عورت کا گھر میں اعتکاف بیٹھنا افضل ہے۔

## وضاحت

ہر مسجد میں عورتوں کے اعتکاف کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہوتا۔ نہ باپردہ الگ تھلگ با عزت طور پر ان کے لئے محفوظ جائے اعتکاف کا اہتمام ہوتا ہے۔ یہی چیزیں مسجد میں عورتوں کے اعتکاف پر ممانعت کا شرعی جواز مہیا کرتی ہیں۔ مگر جس مسجد میں وسعت ہو، مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ باپردہ محفوظ جائے اعتکاف ہو، تمام حاضرین کو ایک معقول و مفید نظام الاوقات کی پابندی سے تعلیم و تربیت، تزکیہ و طہارت اور فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ نوافل پر بھی عامل بنایا جائے، درود و سلام، ذکر و اذکار، وعظ و نصیحت اور وظائف پڑھنے کی پابندی لگائی جائے تو وہاں اعتکاف بیٹھنے کا فائدہ اور اجر و ثواب انفرادی اعتکاف سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام ہونے والا اجتماعی اعتکاف اسی کی ایک مثال ہے۔ جہاں خواتین دور دراز علاقوں سے اعتکاف کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ وہ اپنے خاوندوں یا محرموں کے ہمراہ مرکزی اعتکاف گاہ میں آجاتی ہیں۔ یہاں مردوں اور عورتوں کے لئے مسجد سے متصل وسیع و عریض رقبہ پر الگ الگ قیام و طعام اور رہائش کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ خواتین سے متعلق اندرونی (indoor) معاملات کے اِنتظام و انصرام کے لئے سینکڑوں نوجوان طالبات اور ویمن لیگ کی ممبرز جبکہ بیرونی (outdoor) حفاظت کے لئے مسلح گارڈز چوبیس گھنٹے موجود رہتے ہیں۔ آنے والی خواتین کی باقاعدہ رجسٹریشن ہوتی ہے۔ ان کی صحت و صفائی، قیام و طعام اور بصورت بیماری و حادثہ طبی ماہرین کی ٹیمیں ہر وقت موجود ہوتی ہیں۔ دروسِ قرآن و حدیث، فقہ و تصوف کے حلقہ جات اور دیگر تعلیمی و تربیتی پروگرام باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہر جگہ نہ میسر ہے اور نہ ممکن ہے، جبکہ اِن امور کی ضرورت و اہمیت محتاجِ بیان نہیں۔

☆☆☆☆☆

# آیئے قرآن سیکھیں

حافظ محمد سعید رضا بغدادی

## عرفان القرآن کورس

### درس نمبر 56 آیت نمبر ۱۲۲ تا ۱۲۴ (سورۃ البقرہ)

### ترجمہ

یَابَنِیۤ إِسۡرَآئِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ

| متن | یٰا | بَنِیۡ | إِسۡرَآئِیۡلَ | اذۡکُرُوۡا | نِعۡمَتِیَ |
|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | اے | اولاد | اسرائیل | یاد کرو | نعمت میری کو |
| عرفان القرآن | اے اولاد یعقوب! میری اس نعمت کو یاد کرو | | | | |

الَّتِیۤ أَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَأَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعَالَمِیۡنَ O

| متن | الَّتِیۡ | اَنۡعَمۡتُ | عَلَیۡکُمۡ | وَ | اَنِّیۡ | فَضَّلۡتُکُمۡ | عَلَی | الۡعَالَمِیۡنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | جو | میں نے ارزانی فرمائی | تم پر | اور | بیشک میں نے | تمہیں فضیلت دی | پر | تمام جہانوں |
| عرفان القرآن | جو میں نے تم پر ارزانی فرمائی اور یہ کہ میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت عطا کی | | | | | | | |

وَاتَّقُوۡا یَوۡماً لَّاتَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَفۡسٍ شَیۡئًاوَّ

| متن | وَاتَّقُوۡا | یَوۡمًا | لَّا | تَجۡزِیۡ | نَفۡسٌ | عَنۡ | نَفۡسٍ | شَیۡئًا | وَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | اور ڈرو | اس دن سے | نہیں | کام آئیگا | کوئی آدمی | بابت | کسی آدمی کے | کچھ بھی | اور |
| عرفان القرآن | اور اس دن سے ڈرو جب کوئی جان کسی دوسری جان کی جگہ کوئی بدلہ نہ دے سکے گی اور | | | | | | | | |

لَا یُقۡبَلُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَلَاتَنۡفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا

| متن | لَا | یُقۡبَلُ | مِنۡهَا | عَدۡلٌ | وَلَا | تَنۡفَعُهَا | شَفَاعَةٌ | وَ | لَا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | نہیں | قبول کیا جائیگا | اس سے | کوئی بدلہ | اور نہ | فائدہ دیگی اسے | کوئی سفارش | اور | نہ |
| عرفان القرآن | نہ اس کی طرف سے کوئی معاوضہ قبول کیا جائیگا اور نہ اس کو کوئی سفارش فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ | | | | | | | | |

هُمْ يُنْصَرُوْنَ O وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ط

| متن | هُمْ | يُنْصَرُوْنَ | وَ | إِذِ | ابْتَلٰى | إِبْرَاهِيْمَ | رَبُّهٗ | بِكَلِمَاتٍ | فَاَتَمَّهُنَّ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | انکی | مدد کی جائیگی | اور | جب | آزمایا | ابراہیم کو | اسکے رب نے | چند باتوں میں | پورا کر دیا انکو |
| عرفان القرآن | انہیں کوئی مدد دی جاسکے گی اور جب ابراہیم کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو انہوں نے وہ پوری کر دیں | | | | | | | | |

قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًاط قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ط

| متن | قَالَ | إِنِّي | جَاعِلُكَ | لِلنَّاسِ | إِمَامًا | قَالَ | وَ | مِنْ | ذُرِّيَّتِي |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | اللہ نے فرمایا | میں | تمہیں بناؤنگا | لوگوں کا | پیشوا | ابراہیمؑ نے عرض کیا | اور | سے | میری اولاد |
| عرفان القرآن | اللہ نے فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بناؤں گا تو انہوں نے عرض کیا میری اولاد میں سے بھی؟ ارشاد ہوا | | | | | | | | |

قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ O

| متن | قَالَ | لَا | يَنَالُ | عَهْدِي | الظَّالِمِيْنَ |
|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | فرمایا | نہیں | پہنچتا | میرا وعدہ | ظالموں کو |
| عرفان القرآن | فرمایا میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ | | | | |

# تفسیر

## يٰبَنِي إِسْرَائِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِي... الخ

۱۔ بنی اسرائیل کو انعامات الٰہیہ کی تیسری بار یاد دہانی

## وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَا تَجْزِي... الخ

۱۔ قیامت اور اس کی ہولناکی کا خوف دلانا۔

۲۔ روزِ قیامت کوئی دوسرے کی طرف سے حق، واجب اور بدلہ ادا نہ کر سکے گا۔

۳۔ روز قیامت کسی کی بخشش کے لیے کوئی معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ روزِ قیامت غیر حقداروں کی سفارش بھی کوئی نفع نہ دے گی۔

اس آیت کریمہ کے الفاظ ''لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ'' سے ثابت ہوا کہ اس دن اذن الٰہی سے شفاعت ہو

گی اور حقداروں کو شفاعت سے فائدہ بھی پہنچے گا مگر غیر حقدار کو اس شفاعت سے بھی کوئی مدد نہیں ملے گی۔

## وَإِذَا ابْتَلٰى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ.... الخ

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مختلف طریقوں سے آزمایا جانا۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بنی نوع انسانی کی امامت وقیادت کا وعدہ۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی اولاد کے لیے بھی نعمت امامت کا طلب کرنا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نعمت ظالموں اور نافرمانوں کے حق میں نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ منصب عالی کڑی آزمائشوں سے کامیابی کے ساتھ گزرنے کے بعد نصیب ہوتا ہے اور اس کے حق دار صرف اطاعت گزار لوگ ہوتے ہیں نافرمان نہیں۔

## ربط وتشریح' قرآن کا طرز بلیغ اور تکرار

یہود کی قباحتوں اور شرارتوں کا پہلے بالا جماع بیان ہوا تھا اس کے بعد چالیس برائیاں تفصیل وار بیان ہوئیں اس کے خاتمہ پر پھر بالاجماع اپنے انعامات اور ترغیب وترہیب کا مضمون مکرر لاتے ہیں تا کہ جامعیت اور اختصار کے ساتھ ان کلمات کا پوری طرح استحضار ہو جائے تا کہ ان کے نتائج وثمرات اور جزئیات کا محفوظ رکھنا سہل اور آسان ہو جائے اور یہ طرز بلیغ خطابیات میں نہایت اعلیٰ شمار کیا جاتا ہے کہ کسی اہم اور بنیادی مرکزی بات کو مجملاً ومفصلاً مکرر سہ مکرر بیان کر دیا جائے مثلاً کہا جائے کہ بے جا غصہ کرنا نہایت بری چیز ہے اور پھر بتلایا جائے کہ اس میں فلاں فلاں خرابیاں اور نقصانات ہیں۔ اس میں برائیاں گنوا کر پھر آخر میں کہہ دیا جائے کہ غرض کہ بے جا غصہ کرنا نہایت قبیح چیز ہے یہ تکرار نہایت کارآمد اور ضروری ہوگا یعنی پوری طرح اس چیز کا حسن وقبح دل میں گھر کر جائے گا۔ (تفسیر جلالین)

## حدیث

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ أَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ أَبُوْ عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.**

''حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلا شخص ہوں جس کی زمین (یعنی قبر) شق ہو گی، پھر مجھے ہی جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا، پھر میں عرش کی دائیں جانب (مقام محمود پر) کھڑا ہوں گا، اس مقام پر مخلوق میں سے میرے سوا کوئی نہیں کھڑا ہوگا۔''

☆☆☆☆☆

# وظیفہ برائے ردِّ شرّ وسحر و دفعِ آفات و بلیّات

شر نظر و حسد، جادو ٹونہ، آسیب، وسوسہ، خیالات فاسدہ اور دیگر آفات و بلیات سے بچاؤ اور برکات الٰہیہ کے حصول کے لئے معوذ تین کا وظیفہ نہایت مفید اور موثر ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ○

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

**فضیلت:** حضرت عبداللہ بن حبیبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قل ھو اللہ احد اور معوذ تین (آخری دونوں سورتیں) صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھے تو یہ اس کے لئے ہر قسم کی آفات و بلیات سے حفاظت اور نجات کے لئے کافی ہے۔ ان تین سورتوں کے مثل کوئی سورت سابقہ کتب سماوی میں کسی اور نبی پر نازل نہیں ہوئی۔

حضور نبی اکرم ﷺ ہر رات سوتے وقت معوذ تین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک کر جسم مبارک پر مسح فرماتے تھے۔ (ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۲۷۵، رقم: ۳۸۷۵)

۱۱ مرتبہ، ۴۰ مرتبہ یا حسب ضرورت ۱۰۰ مرتبہ پڑھیں۔

اول و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف اور ۱۱، ۱۱ مرتبہ استغفار پڑھیں۔

اس وظیفہ کا بہتر وقت بعد از نماز فجر طلوع آفتاب سے پہلے تک اور بعد نماز عشاء سونے سے پہلے کا ہے۔

اس وظیفہ کو ۷ دن، ۱۱ دن، ۴۰ دن یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

نوٹ: ہر رات سونے سے قبل آخری تین سورتوں (تین قل) یا چہار قل کا پڑھنا بھی موجب برکت کثیرہ ہے۔

# نیک اولاد اور اعمال حسنہ کا وظیفہ (یَا مُصَوِّرُ)

**فوائد و تاثیرات:** جو عورت بانجھ ہو وہ سات دن تک مسلسل روزے رکھے اور ہر روز غروب آفتاب کے بعد افطاری سے قبل اکیس (۲۱) مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ کر پانی پر دم کرکے پئے تو اللہ تعالیٰ اسے اولاد سے نوازے گا۔ اگر کوئی شخص ۱۰ بار روزانہ اس کو پڑھے تو صالح اولاد سے نوازا جائے گا علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کا چہرہ روشن اور حسین کردے گا اور اعمال صالحہ کی بجا آوری میں اس کی مدد کرے گا۔

عام معمول: اول و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

(وظائف ماخوذ از الفیوضات المحمدیہؐ) ☆☆☆

# گلدستہ

مرتبہ: ملکہ صبا

## اقوال زریں

☆ بات کو دیر تک سوچو، پھر تولو، پھر بولو، پھر اس پر عمل کرو۔ (ارشاد نبوی ﷺ)

☆ ہر شے کا حسن ہوتا ہے اور نیکی کا حسن یہ ہے کہ اسے فوراً کیا جائے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

☆ ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادت ہے۔ (حضرت علی المرتضیٰؓ)

☆ ہر بات پر ہاں ہاں کرنا منافقت کی علامت ہے۔ (مولانا رومیؒ)

☆ جو شخص دوسروں کے غم سے بے غم ہے آدمی کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ قومیں اپنے نفع و نقصان کے صحیح شعور کے بغیر زندہ نہیں ہوسکتیں۔ (قائد انقلاب مدظلہ)

## سبزیوں کے استعمال سے وزن کم کریں

باقاعدہ طور پر سبزیوں کا استعمال صحت کے لئے مثبت اثرات کا حامل ہے کیونکہ سبزیاں خالص قدرتی غذا ہونے کے ساتھ مختلف وٹامنز، نمکیات اور ہزاروں دوسرے پلانٹ فائبر (ریشہ دار اجزاء) سے بھرپور ہوتی ہیں جو صحت کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔ دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ یہ سبزیاں بڑھتے ہوئے وزن کو بڑی حد تک کنٹرول کرتی ہیں۔

سبزیوں میں چکنائی (Fat) اور کیلوریز کی مقدار نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اور سبزیاں ریشہ دار اجزاء اور توانائی کا بہترین ذریعہ ثابت ہوتی ہیں جن سے مجموعی طور پر صحت قائم رہتی ہے اور سبزیوں کی انہی خصوصیات سے موثر طور پر انسانی جسم کا وزن کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ سبزیوں میں موجود ریشہ دار اجزاء نظام انہظام کو بہتر طور پر رواں رکھتے ہیں اور دیگر وٹامنز جسم کے اعصابی نظام اور مسلز کے لئے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

تمام سبزیاں چکنائی کیلوریز اور سوڈیم سے تقریباً پاک ہوتی ہیں لیکن ان میں درج ذیل سبزیاں لگاتار کھانے سے کافی حد تک وزن میں کمی کی جاسکتی ہے۔ ان سبزیوں میں گاجر (Garrot)، کھیرا (Cacumber)، مولی (Raddish)، گوبھی (Gabbi)، ٹماٹر (Tomatto)، کھمبیاں (mashroom) اور سبز پتوں والی تمام سبزیاں شامل ہیں۔

## صحت کے مسائل

(ڈاکٹر مصباح کنول۔ نشتر میڈیکل)

ٹین ایج سے لے کر 30 سال تک کی عمر میں چونکہ انسان کے جسم میں تیزی سے تبدیلی ہوتی ہے

اس کی وجہ سے آپ کے جسم میں ہارمونز تیزی سے بنتے اور بگڑتے ہیں۔ ہارمونز کے بننے اور بگڑنے کی وجہ سے اندرونی طور پر ہونے والے بدلاؤ کا اثر کبھی کبھار آپ کی جلد پر سب سے زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے آپ بے شمار مسائل میں گھر جاتے ہیں اس میں ایک سب سے بڑا مسئلہ ایکنی کا ہے جو ایک کے چہرے پر چھوٹے، بڑے دانوں کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔

## وجوہات

سب سے بڑی وجہ بلیک ہیڈز کی موجودگی ہے بلیک ہیڈز آپ کے چہرے پر موجود ڈیڈ سیلز ہوتے ہیں جب آپ کی جلد کے سیلز مردہ ہوجاتے ہیں تو وہ جلد کے نیچے چلے جاتے ہیں اور اس کے اوپر سیلز کی ایک نئی تہہ بن جاتی ہے لیکن جلد کے نیچے موجود سیلز کی یہ تہہ آئل سے بھری رہتی ہے اور ہوا میں موجود ڈسٹ کے ذرات کو سیلز میں اکٹھا کرکے جراثیم کو اپنی جانب کھینچنے کا سبب بنتے ہیں جس کی وجہ سے جلد میں جذب ہوکر بلیک ہیڈز سرخ دانوں کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔

☆ ٹین ایج افراد میں وزن کی زیادتی بھی ایکنی کی وجہ ثابت ہوتی ہے آئل کے زیادہ استعمال سے موٹاپا اور ایکنی دونوں خرابیاں ہوجاتی ہیں۔

☆ کسی قسم کا نفسیاتی وجسمانی دباؤ بھی ایکنی کا باعث بنتا ہے۔

☆ زیادہ میک اپ بھی ایکنی کا باعث ثابت ہوتا ہے۔

☆ چکنی جلد سب سے زیادہ ایکنی کا شکار ہوتی ہے۔

# اسٹرابری کے فوائد

اسٹرابری واحد پھل ہے جس کا بیج چھلکے میں باریک باریک ہوتے ہیں۔ اسٹرابری کو ہم مختلف انداز سے استعمال کرتے ہیں جیسے کیک، بسکٹ، جوس کی صورت یہ دیکھنے میں جتنی خوبصورت سرخ رنگ کی بدولت ہے کھانے میں بھی اسی قدر ہی لذیذ ہے۔ یہ پوری دنیا میں پسندیدہ پھل ہے۔ اس کی سب سے زیادہ کاشت فرانس میں ہوتی ہے اس کے فوائد بے شمار ہیں۔

☆ اسٹرابری میں کم سے کم 13% آرڈی اے فائبر موجود ہوتے ہیں۔ یہ نظام انہظام کے لئے بے حد مفید ہے اور بلڈ پریشر کو کم کرنے میں معاون ہوتا ہے۔

☆ اسٹرابری یورک ایسڈ کی مقدار کو زیادہ بننے نہیں دیتی جس سے آپ بھوک محسوس کرتے ہیں جن لوگوں کو بھوک نہیں لگتی وہ اسٹرابری کو زیادہ استعمال کریں۔

☆ اسٹرابری کی 3 سے 4 تعداد کھانے سے نظر کمزور ہونے سے بچی رہتی ہے۔

☆ اسٹرابری آپ کی ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے اور اس کے ذرات ہڈیوں کی بیماری سے آپ کو دور رکھتے ہیں۔

☆ وٹامن سی کی موجودگی کے باعث بہت سی بیماریوں سے شفاء رکھتی ہے۔

☆ چہرے کی شادابی کے ساتھ ساتھ یہ خون بھی صاف کرتی ہے اس کا ماسک بھی نہایت معاون ثابت ہوتا ہے۔

☆ تحقیق سے ثابت ہے کہ بلڈ شوگر کے لئے اسٹرابری کا استعمال بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

# منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

## محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کمالیہ (رپورٹ: ساجدہ پروین)

مورخہ 28 اپریل 2013ء کو منہاج القرآن ویمن لیگ کمالیہ کی صدر مسز عابدہ مشتاق کے زیر سرپرستی پانچویں سالانہ محفل میلاد بشیر نوشاہی میرج ہال پر منعقد ہوئی۔ جس میں کمالیہ کی تمام UC سے 1000 خواتین اور دیگر تنظیمات شورکوٹ اور رجانہ نے شرکت کی۔ محفل کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت محترمہ مدیحہ فرید نے حاصل کی۔ نقابت کے فرائض محترمہ ساجدہ پروین اور محترمہ بشریٰ رفیق نے سرانجام دیئے۔ منہاج نعت کونسل شورکوٹ، کمالیہ اور لاہور نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام کے تحفے پیش کئے۔

محترمہ گلشن ارشاد مرکزی ناظمہ تربیت نے خطاب کرتے ہوئے اطاعت رسولؐ سے روشناس کرایا اور موجودہ کرپٹ نظام کے خلاف 11 مئی کے دھرنے کا پیغام دیا جس کے بعد محفل کا اختتام درود وسلام پر ہوا۔ دعائیہ کلمات محترمہ شوقیہ تبسم نے ادا کئے۔

## بانی پاکستان کی رہائش گاہ پر حملہ۔۔ پاکستان عوامی تحریک ویمن لیگ لاہور کا احتجاج

پاکستان عوامی تحریک ویمن ونگ لاہور کے زیر اہتمام بانی پاکستان محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ کی ریذیڈنسی پر حملہ اور اسے جلانے کے مذموم عمل، ویمن یونیورسٹی کوئٹہ اور بولان میڈیکل کمپلیکس پر دہشت گردی کے خلاف لاہور پریس کلب کے باہر پرامن احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس میں سینکڑوں خواتین نے شرکت کی۔ خواتین نے احتجاجی کتبے اٹھا رکھے تھے اور وہ بلوچستان میں دہشت گردی کے واقعات کے خلاف سراپا احتجاج تھیں۔ کچھ خواتین شیر خوار بچوں کے ساتھ بھی شریک تھیں۔ خواتین نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصاویر بھی اٹھا رکھی تھیں جن پر قائد ہم شرمندہ ہیں کی عبارت درج تھی۔ پاکستان عوامی تحریک ویمن ونگ کی مرکزی صدر محترم نوشابہ ضیاء، مرکزی نائب صدر محترمہ ساجدہ صادق اور صدر لاہور محترمہ ارشاد اقبال نے خطابات کرتے ہوئے ان واقعات کی پرزور مذمت کی۔

## پاکستان عوامی تحریک کے زیراہتمام مرکزی سیکرٹریٹ میں پری بجٹ سیمینار

پاکستان عوامی تحریک کی فیڈرل کونسل کے صدر اور وطن عزیز کے نامور اکانومسٹ ڈاکٹر حسین محی الدین القادری نے ماڈل ٹاؤن سیکرٹریٹ میں ہونے والے پری بجٹ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت عوامی جذبات کی نمائندہ نہ ہو تو وہ انکی توقعات پر پورا نہیں اتر سکتی۔ جو ملک کی معیشت کو پچھلے 65, سال سے نہیں سنبھال سکے وہ اب کیسے سنواریں گے؟ کرنسی جس تیزی سے ڈی ویلیو ہو رہی ہے خدشہ ہے کہ اسکی حالت انڈونیشیا جیسی نہ ہو جائے۔ تنخواہوں میں 10 سے 20 فیصد اضافہ کر دیا جاتا ہے جبکہ مہنگائی کا تناسب اس سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ ملٹری کے بجٹ میں ایک

سے سوا بلین روپے کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ زرعی سیکٹر موت کے دہانے پر ہے جبکہ کبھی یہ معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہوتا تھا۔ زرعی انڈسٹری کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا رہا ہے جو بہت بڑی غلطی ہے۔ زرعی انڈسٹری کو زندہ کر دیا جائے تو 50 فیصد روزگار کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ اگلے پانچ سے دس سالوں میں دنیا بھر میں فوڈ سیکیورٹی کا بڑا مسئلہ آنے والا ہے۔ پاکستان کے پاس زرخیز زمین اور ہر طرح کا موسم ہے۔ سمال، میڈیم اور بڑے لون دے کر پاکستان میں سبز انقلاب لانے کی ضرورت ہے۔ ہمارا المیہ ہے کہ ہم اپنا اصل میدان جو زراعت ہے، کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں کے پیچھے چل پڑے ہیں۔ IMF کی شرائط پر عمل کر کے نہ نظر آنے والے ٹیکس بھی لگ جائیں گے۔ موجودہ نظام پاکستان کی معیشت کا اصل دشمن ہے جس میں ایک ماہر اکانومسٹ ملک کا بجٹ نہیں بنا سکتا۔ آج سے 65 برس قبل ایک قوم کو ملک کی تلاش تھی آج پاکستان قوم کو تلاش کر رہا ہے۔ ہمیں ایسے نظام اور قیادت کی ضرورت ہے جو ہمیں قوم بنا سکے۔

استقبالیہ کلمات پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی صدر ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے ادا کئے۔ سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن نے کہا ہے کہ بجٹ تب اچھا ہوتا ہے جب بجٹ دینے والے اچھے ہوں۔ عوام اچھا بجٹ چاہتے ہیں تو اچھے حکمران لائیں۔ بجٹ آئینہ ہوتا ہے حکمرانوں کی ترجیحات کا۔ عجیب ملک ہے دولقموں کو ترسنے والوں کے حکمران ارب پتی ہیں۔ پاکستان چند کروڑ غریبوں اور چند لاکھ امیروں کا ملک ہے۔ سفید پوش طبقہ تو اب کتابوں میں ہی ملے گا۔ ہم تو اس حال کو پہنچ چکے کہ IMF کے قرض کا سود غریبوں پر ٹیکس لگا کر دیتے ہیں۔ پاکستان کا المیہ ہے کہ امیر لوگ ٹیکس نہیں دیتے اور جن سے لیا جاتا وہ تنخواہ دار طبقہ ہے۔ حکمران طبقہ پاکستان کا نہیں ذاتی مفادات اور بڑی طاقتوں کا وفادار ہے۔

سابق وفاقی وزیر ریاض فتیانہ نے کہا کہ بجٹ میں زیادہ رول بیوروکریسی کا ہوتا ہے اگر ٹیکس چوری رک جائے تو IMF کے دروازے کا راستہ بھلایا جا سکتا ہے۔ کالا باغ ڈیم کا نام بدل کر سبز باغ ڈیم رکھ دینا چاہیے اگر یہ بن جاتا تو 7000 میگا واٹ بجلی بھی دے رہا ہوتا۔ پاکستان میں آبادی پر کنٹرول کرنے کیلئے سنجیدگی سے سوچنا ہوگا۔ زیادہ آمدنی والوں اور بڑی گاڑیوں پر ٹیکس کی شرح بڑھانا ہوگی۔ سرکاری دفاتر میں AC کے استعمال پر پابندی لگانا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ نوجوانوں کیلئے یوتھ پالیسی بنانا ہوگی تاکہ ٹیلنٹ ملک کے کام آ سکے۔ نوجوانوں کو تعمیری سرگرمیاں دینا حکومت کی اولین ترجیح ہونا چاہیے۔

ممتاز ماہر معاشیات پروفیسر ڈاکٹر قیس اسلم نے کہا کہ آنے والا بجٹ عوام دوست نہیں ہوگا، ملٹری، سول اور سیاسی بیوروکریسی کے معاملات تو اچھے چلیں گے۔ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں غریب امیروں کو کھلاتے ہیں۔ امن کا ماحول پیدا کرنے کیلئے ہمسایوں خصوصاً ایران، انڈیا اور چین سے دوستی کرنا ہوگی۔ ٹیکس کے نظام کو عوام دوست اور بزنس دوست بنانا ہوگا۔ ریلوے کی بات تو ہوتی ہے کیوں نہ PIA کو پرائیوٹائز کر دیا جائے۔ گریڈ 1 سے 16 کی تنخواہوں میں 100 فیصد اضافہ کر کے مراعات کا کلچر ختم کر دیا جائے۔ ہمارا المیہ ہے کہ حکومتی ادارے بجلی کا بل نہیں دیتے۔

چیئرمین ایگری فورم پاکستان ابراہیم مغل نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آئین پابند کرتا ہے کہ بجٹ پیش کیا جائے۔ وزیر خزانہ کی اپنی ساری انویسٹمنٹ دبئی میں ہے وہ دوسروں کو کس منہ سے ملک میں سرمایہ لانے کا کہہ رہے ہیں۔ اسلامی ممالک کے 400 بلین ڈالر مغربی بینکوں میں پڑے ہیں اسلامی ممالک اپنا بینک کیوں نہیں بناتے۔ GDP

میں اضافے کے پانچ ستون ہوتے ہیں ان پر توجہ دینا ہوگی۔ ملک میں میگا پراجیکٹ شروع کئے جائیں، قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھایا جائے۔ زرعی گروتھ اور بزنس گروتھ غیر معمولی طور پر بڑھائی جائے اور سروسز کے کلچر کو عام کیا جائے۔ گریڈ ایک سے سولہ کی تنخواہیں 60 فیصد 17 سے 19 کی 20 فیصد اور 20 سے 22 کی 10 فیصد بڑھا دی جائیں اور مراعات کا کلچر ختم کر دیا جائے۔ 75 فیصد سرکاری گاڑیاں بیچ دی جائیں۔

ممتاز اکانومسٹ اور بینکار شاہد اے ضیاء نے کہا کہ خسارے کا بجٹ ہوگا اور آئی ایم ایف کے پاس جانا پڑے گا۔ ٹیکس ایشو نہیں ٹیکس کا جمع کرنا مسئلہ ہے۔ مسئلہ سرجری سے حل ہوگا مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس عطائی تو ہیں سرجن نہیں ہیں۔ FBR میں عزم نہیں ہے۔ پاکستان میں صحت اور تعلیم کے دونوں شعبے ہر دور میں نظر انداز کئے گئے جبکہ پوری دنیا میں ان پر سب سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ قریبی ہمسایوں کے ساتھ تجارت کا راستہ کھولنا چاہیے۔ ہمارے بے وقوف حکمران سمندر پار تجارت کو ترجیح دیتے ہیں۔ وسائل اور آبادی دونوں چین اور انڈیا کے پاس ہیں۔ ڈیم بنانے سے فائدہ ہی فائدہ ہے چاہے یہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔ ٹیکس کولیکشن کیلئے تاجروں کو اعتماد میں لے کر آگے بڑھا جائے۔ المیہ یہ ہے کہ ٹیکس کی Base نہیں بڑھائی جا رہی۔

## قائدین اور مرکزی سیکرٹریٹ کے سٹاف کا ناران، کاغان اور جھیل سیف الملوک کا تفریحی وزٹ

(رپورٹ: ملکہ صبا)

28 مئی 2013ء کو علی الصبح بعد نماز فجر قائدین اور کارکنان سیکرٹریٹ پر جمع ہوئے اور یہ قافلہ نہایت آب و تاب سے 6 بجے لاہور سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہوا۔ سفر نہایت دلکش تھا۔ رب قادر کی نصرت ہمہ وقت ہمارے ساتھ رہی۔ قبل ازیں لاہور کا موسم نہایت گرم تھا مگر اس صبح موسم اتنا خوشگوار تھا کہ ہلکی پھلکی پھوار کا منظر پیش کرنے لگا۔ جب ناشتہ کے لئے کلر کہار جا کر قافلہ رکا تو اس وقت اس قدر دلفریب مناظر تھے جو نا قابل بیان ہیں۔ ٹھنڈی ہوائیں، چاروں اطراف سرسبز لہلہاتے درخت اور پھر بارش کی بوندا باندی نے اس کا لطف دوبالا کر دیا تھا۔ اس موسم میں انقلابی ترانوں کی آواز جب فضا میں گونجی تو وہ منظر دیدنی تھا۔ قائدین و کارکنان کے علاوہ ہوٹل کے چاروں اطراف میں کھڑے لوگ بھی محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ قافلہ جس کی قیادت ناظم اعلیٰ محترم شیخ زاہد فیاض اور صدر PAT ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کر رہے تھے اور جس کو محترم جواد حامد (ناظم اجتماعات) نے Organise کیا تھا۔ مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ اور منیجنگ ایڈیٹر ماہنامہ دختران اسلام صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری کے علاوہ دیگر قائدین بھی شریک سفر تھے۔ یہ قافلہ 6 گاڑیوں پر مشتمل تھا جس میں 4 عدد AC کوسٹرز اور دو عدد ٹوڈی کاریں تھیں۔ تقریباً 90 افراد سے بھرپور یہ قافلہ قطار در قطار اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا تھا۔ گاڑیوں پر PAT کے جھنڈے لگے ہوئے تھے اور یہ چھوٹے سے لانگ مارچ کا منظر پیش کر رہا تھا۔

قافلہ تقریباً ڈیڑھ بجے دن ہری پور میں سپیریئر سائنس سکول پہنچا جہاں تحریک منہاج القرآن ہری پور تنظیم کے احباب نے والہانہ استقبال کیا۔ وہاں قافلے کے لئے ظہرانے کا اہتمام تھا۔ نماز ظہر کی ادئیگی اور تقریباً ایک گھنٹہ Stay کے بعد دوبارہ قافلہ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہوا اور نہایت حسین وادیوں سے ہوتا ہوا Haronoi کے نہایت پرفضا مقام پر 3:15 بجے

پہنچا اور وہاں پر ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارے برف سے زیادہ ٹھنڈے پانی میں بیٹھ کر لطف اندوز ہوئے تو گرم پکوڑوں اور چائے نے لطف دوبالا کر دیا۔ قافلہ دوبارہ منزل کی جانب رواں دواں ہوا تو راستے کے حسین مناظر کو دیکھ کر ہر شخص کا چہرہ دمک رہا تھا۔ قافلہ رات 8 بجے مانسہرہ آشیانہ ہوٹل پہنچا تو بارش کی رم جھم شروع ہوگئی جسے دیکھ کر ہر کوئی محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد آرام کیا گیا اور پھر صبح ناشتہ کر کے قافلہ کے احباب ناران کاغان کی طرف روانہ ہوئے۔ جیسے جیسے ہم آگے جاتے تھے موسم مزید بہتر سے بہتر ہوتا جاتا تھا۔ جونہی قافلہ نے ناران ویلی میں قدم رکھا تو وہاں ایک لکڑی کے پل کے نیچے دریا بہہ رہا تھا اور چاروں طرف پہاڑ تھے۔ یہ اس قدر دلفریب منظر تھا کہ دل چاہتا تھا بس یہیں رہ جائیں۔ تقریباً 3:30 بجے مدینہ ریسٹورنٹ میں رک کر نماز ظہر ادا کی گئی۔ یوں ہم ان مناظر سے محظوظ ہوتے ہوئے 7:30 بجے شام ہرینہ ہوٹل پہنچے جو ایک نہایت خوبصورت چشمہ پر آباد تھا جہاں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ نہایت شدید سردی میں گرم کھانے اور چائے نے مزہ دوبالا کر دیا۔ یوں اس حسین وادی میں صبح کا منظر نہایت دلفریب تھا لہٰذا سب نے یہاں کے حسین منظر کو اپنے کیمروں میں محفوظ کر لیا اور تمام قافلہ ان حسین وادیوں میں اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجا لاتا رہا جسکا فریضہ صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری وقت مقررہ پر ادا کرتے رہے۔ ہم تمام ویمن لیگ کی بہنیں جن کی قیادت محترمہ نوشابہ ضیاء (مرکزی ناظمہ ویمن لیگ) کر رہی تھی نہایت پر مسرت تھیں۔ پھر ہمارا قافلہ جھیل سیف الملوک کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں برف سے اٹے گلیشئر دیکھ کر خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ جوں جوں آگے بڑھتے تھے تو اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے تھے کہ رب قادر نے بنی نوع انسان کے لئے اپنی قدرت کی کتنی حسین نشانیاں اور اس قدر روح پرور مناظر بنائے ہیں جن کو دیکھ کر انسان حیران و ششدر رہ جاتا ہے اور یہ یقین کامل ہو جاتا ہے کہ رب تعالیٰ موجود ہے۔

جھیل سیف الملوک کا سفر کچھ پیدل کچھ گھوڑوں پر طے کر کے جب قافلہ منزل پر پہنچا تو برف باری شروع ہوگئی تو یہ منظر دیدنی تھا۔ قرآن حکیم کی وہ آیت بار بار یاد آتی ہے جس میں فرمایا گیا تھا:

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ ''تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔

جھیل سیف الملوک پہنچ کر ہر زبان پر یہی حمد تھی۔ ''کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے۔ وہی خدا ہے''۔ اس مقام پر سب نے خوب Enjoy کیا۔ آئس سلائڈنگ کا مقابلہ ہوا۔ جیتنے والوں میں قائدین نے انعامات تقسیم کئے۔ خواتین جھیل سیف الملوک میں کشتی کے سفر سے محظوظ ہوئیں اور قافلہ کے دیگر لوگ گلیشئر پر برف کے گولوں سے لطف اندوز ہوئے۔ تقریباً رات 8 بجے ناران میں کونہار ہوٹل پہنچے جو نہایت خوبصورت ہوٹل تھا۔ جہاں رات قیام کرنے کے بعد پھر ان حسین وادیوں کو خیر آباد کرتے ہوئے صبح ایک Restaurant میں ناشتہ کے بعد دوبارہ سے لاہور کی جانب رواں دواں ہوگئے۔ راستے میں ایک نہایت خوبصورت جگہ شوگراں پر ٹھہرے جہاں قافلہ کے افراد کرکٹ و فٹ بال کھیل کر لطف اندوز ہوئے۔ کرکٹ کا میچ نہایت دلچسپ تھا۔ PAT اور تحریک کی دو ٹیموں میں سنسنی خیز مقابلے کے بعد میچ ٹائی ہوگیا۔ رات تقریباً 6 بجے ایبٹ آباد پہنچے جہاں تنظیم کی طرف سے نہایت پر تکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس موقع پر صدر PAT محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے تنظیمی نشست سے اظہار خیال کیا جبکہ ناظم اعلیٰ محترم شیخ زاہد فیاض نے تنظیم کا شکریہ ادا کیا۔ قافلہ رات 2:30 بجے واپس لاہور سیکرٹریٹ پہنچا۔ ☆☆☆☆☆